حیات طیبہ
روایاتِ مسندِ احمد کی روشنی میں
﴿۳﴾

مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی

Life of the Holy Prophet (peace be upon him) in the light of "Musnad Ahmad"

Imam Ahmad ibn Hanbal (demise 241AH), is a trustworthy Imam of Hadith and Fiqh. His anthology "al-Musnad (Supported)" holds a high reputation in Hadith literature. The importance of his exposition "al-Musnad" can be judged by this comment of 'Allāma Jalaluddin Sautī: "The weak (Da'īf) traditions of al-Musnad should also be taken in the grade of Good (Hasan)".

Compilation of the life of the Holy Prophet (peace be upon him) in the light of Holy Qur'ān and Ahadīth is an important work. Scholars have given attention towards this kind of work in all the periods. In fact, this article is the first part of the series of these articles. The learned scholar of this article has recorded the events of before the birth of the Prophet till the beginning period of his propagation.

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے، انصار نے قرعہ اندازی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کے ہاں تشریف فرما ہوں گے، قرعۂ فال حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے نام کا نکلا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف

فرما ہوئے ، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے طعام بھیجا جاتا تو حضرت ابوایوب کے لئے بھی بھیجا جاتا ، ایک دن ابوایوب رضی اللہ عنہ گھر میں آئے دیکھا تو ایک پیالے میں پیاز رکھی ہے ، پوچھا: یہ کیا ہے؟ اہل خانہ نے بتایا: یہ رسول اللہ نے بھیجا ہے ، ابوایوب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! اس پیالے میں سے آپ نے تناول کیوں نہیں فرمایا؟ آپ نے فرمایا: میں نے اس میں پیاز دیکھی ، عرض کی: کیا ہمارے لئے پیاز حلال نہیں ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں تم اسے کھاؤ ، لیکن میرے پاس وہ آتا ہے جو تمہارے پاس نہیں آتا (میرے پاس جبریل امین وحی لے کر آتے ہیں)۔(۱)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف فرما ہوئے ، آپ نے نچلی منزل میں رہائش اختیار فرمائی اور ابوایوب اوپر والی منزل میں رہنے لگے ، ایک رات ابوایوب رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے اوپر چلتے پھرتے ہیں ، یہ خیال آتے ہی وہ ایک طرف ہٹ گئے اور پوری رات ایک کونے میں گزار دی ، صبح کو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نچلے حصے میں میرے لئے زیادہ سہولت ہے ، ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں اس چھت پر نہیں چڑھوں گا جس کے نیچے آپ تشریف فرما ہوں ، چناں چہ ابوایوب رضی اللہ عنہ نچلی منزل میں اٹھ آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بالائی منزل میں تشریف لے گئے ، ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں آپ کے لئے کھانا تیار ہوتا اور آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا تھا ، جب باقی ماندہ کھانا واپس آتا تو ابوایوب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے بارے میں دریافت کرتے (کہ حضور ﷺ نے کس طرف سے تناول فرمایا ہے؟) پھر وہ وہیں سے کھاتے جہاں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا ہوتا ، ایک دن انہوں نے ایسا کھانا تیار کیا جس میں (کچی) لہسن تھی اور آپ کی طرف بھیجا ، اور (حسبِ معمول) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تناول فرمانے کے مقام کے متعلق دریافت کیا ، انہیں بتایا گیا کہ آپ نے کھانا تناول نہیں فرمایا ، ابوایوب رضی اللہ عنہ اوپر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: کیا یہ (لہسن) حرام ہے ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اسے ناپسند کرتا ہوں ، ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: جو آپ کو ناپسند ہے وہ مجھے بھی ناپسند ہے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی لہسن اس لئے تناول نہیں فرمائی کہ اس کے کھانے سے منہ سے بو آتی ہے) آپ کے پاس وحی آتی تھی۔(۲)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

کھانا بھیجا جاتا آپ اس میں سے تناول فرما کر بقیہ میرے پاس بھیج دیتے، ایک روز آپ نے (کھانے کا) ایسا پیالہ بھیجا جس میں سے آپ نے کچھ تناول نہیں فرمایا تھا، اس میں (کچی) لہسن تھی، میں نے آپ سے دریافت کیا: کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، لیکن میں اس کی بو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں، ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں جسے آپ ناپسند فرماتے ہیں۔ (۳)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کھانا لایا جاتا آپ اس میں سے جس قدر اللہ چاہتا تناول فرماتے، باقی ماندہ سب کھانا ابوایوب رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیتے تھے، کھانے میں آپ کے تناول فرمانے کا نشان ہوتا (کہ آپ نے برتن میں کہاں سے تناول فرمایا ہے) ایک مرتبہ آپ کے پاس لہسن والا کھانا بھیجا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ بھی تناول نہ فرمایا اور اسے ابوایوب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا، گھر والوں نے انہیں کھانے کے بارے میں بتایا تو انہوں نے کہا: میرے پاس لاؤ مجھے بھوک لگی ہے، جب انہوں نے کھانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ کے نشان نہ دیکھے تو کھانے سے ہاتھ روک لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض گزار ہوئے، اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ نے اس کھانے کو تناول نہیں فرمایا، کیا میں اسے کھالوں؟ آپ نے فرمایا: اس میں لہسن تھی میرے پاس جبریل آتے ہیں انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا میں اس سے کھالوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، تم کھالو۔ (۴)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر کی نچلی منزل میں تشریف فرما ہوئے، ہم اوپر بالا خانے میں تھے، ایک مرتبہ پانی گر گیا، میں اور (میری بیوی) ام ایوب اٹھے اور اپنے کمبل سے پانی سمیٹنے لگے کہ کہیں پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ جائے، پھر میں گھبرایا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم آپ سے اوپر رہیں، آپ اوپر بالا خانے پر تشریف فرما ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سامان اوپر منتقل کرنے کا حکم فرمایا، آپ کا سامان تھوڑا سا تھا، پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ میری طرف کھانا بھیجتے ہیں جہاں میں آپ کے ہاتھ کا نشان پاتا ہوں وہیں سے کھاتا ہوں، یہاں تک کہ آپ نے میرے پاس یہ کھانا بھیجا اس میں آپ کے تناول فرمانے کا نشان نہیں ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اس میں (کچی) پیاز تھی میں نے اسے کھانا ناپسند کیا کیوں کہ میرے پاس فرشتہ آتا ہے لیکن تم اسے کھالو۔ (۵)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کھانا

لایا جاتا آپ اس میں سے تناول فرمانے کے بعد باقی ماندہ کھانا ابوایوب رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیتے، ابو ایوب رضی اللہ عنہ کھانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشان تلاش کرتے اور وہیں سے کھاتے جہاں سے آپ نے تناول فرمایا ہوتا، ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانے کا ایسا پیالہ لایا گیا جس میں لہسن کی بوتھی، آپ نے اسے تناول نہ فرمایا اور کھانا جوں کا توں ابوایوب رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا، ابوایوب رضی اللہ عنہ کھانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشان نہ دیکھ کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! مجھے کھانے میں آپ کی انگلیوں کے نشان نہیں نظر آتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس میں لہسن کی بو آئی (اس لئے میں نے نہیں کھایا) ابوایوب رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے، جسے آپ نے تناول فرمانا پسند نہیں فرمایا، اسے میری طرف کیوں بھیجا؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس فرشتہ آتا ہے۔(۶)

ابو زیاد خیار بن سلمہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (سالن میں پکی ہوئی) پیاز کے بارے میں دریافت کیا (اسے کھا سکتے ہیں؟) انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری کھانا تناول فرمایا اس میں پیاز تھی۔(۷)

مسجد نبوی کی تعمیر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی زمین بنو نجار کی تھی، اس میں کھیتی، کھجور کے درخت اور مشرکوں کی قبریں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نجار سے فرمایا: یہ زمین مجھے فروخت کر دو، انہوں نے عرض کی: اس کی قیمت ہم اللہ ہی سے لیں گے، پھر کھجور کے درخت کاٹ دیئے گئے، کھیتی برابر کر دی گئی اور مشرکوں کی قبریں کھود ڈالی گئیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا: اس مسجد کی تعمیر سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جہاں نماز کا وقت پاتے نماز ادا کر لیتے تھے، آپ بکریوں کے باڑوں میں بھی نماز ادا کر لیتے تھے، مسجد نبوی کی تعمیر کے لئے صحابہ کے پتھر لاتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

اللھمّ ان الخیر خیر الآ خرۃ

فاغفر للانصار و المھا جرۃ

اے اللہ! بھلائی تو آخرت کی بھلائی ہے، تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔(۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی جگہ بنو نجار

کی تھی، یہاں کھجوروں کے درخت، کھنڈر اور دورِ جاہلیت کی قبریں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نجار سے فرمایا: یہ زمین میرے ہاتھ بیچ دو، وہ عرض گزار ہوئے: ہم اس کی قیمت اللہ عزوجل سے حاصل کریں گے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کھجور کے درخت کاٹ ڈالے گئے، کھیتی اجاڑ دی گئی اور قبریں کھود ڈالی گئیں، اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا وقت پاتے تو بکریوں کے باڑوں میں بھی نماز ادا کرلیا کرتے تھے۔(۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگ مسجد بنا رہے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے:

الا ان ا لعیش عیش الأخرۃ

فاغفر الانصار و المھاجرۃ

زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے۔(اے اللہ) تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔(۱۰)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مسجد بنانے کا حکم فرمایا: ہم ایک ایک اینٹ لاتے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں لا رہے تھے ان کا سر مٹی سے آلودہ ہو رہا تھا، میرے ساتھیوں نے مجھے بتایا (خود میں نے نہیں سنا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمار کے سر سے مٹی کو جھاڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے: تجھ پر افسوس! ابن سمیہ (عمار رضی اللہ عنہ) تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔(۱۱)

عکرمہ بیان کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے اور اپنے بیٹے علی سے کہا تم ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر حدیث سنو، ہم آپ کے باغ میں آپ کے پاس آئے، آپ نے ہمیں دیکھا تو اپنی چادر لی، ہمارے پاس آ گئے اور ہم سے احادیث بیان کرنے لگے یہاں تک کہ مسجد نبوی کی تعمیر کا ذکر آ گیا، انہوں نے بتایا ہم ایک ایک اینٹ لا رہے تھے اور عمار بن یاسر دو دو اینٹیں لا رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار کو دیکھا آپ اس سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے: اے عمار! تم اپنے ساتھیوں کی طرح ایک ایک اینٹ کیوں نہیں اٹھاتے؟ عمار بولے: میں اللہ تعالیٰ سے اجر کا خواہش مند ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمار سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے: افسوس! عمار! اسے باغی گروہ قتل کرے گا، یہ ان کو جنت کی طرف اور وہ اس کو آگ کی طرف بلائیں گے، حضرت عمار کہنے لگے: میں آزمائشوں سے رحمان کی پناہ مانگتا ہوں۔(۱۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مسجد نبوی کی جگہ بنو نجار کی تھی، اس میں کھجور کے درخت

اور مشرکوں کی قبریں تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: یہ جگہ مجھے فروخت کر دو، انہوں نے گزارش کی ہم اس کی قیمت نہیں لیتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنا رہے تھے، صحابہ آپ کو پتھر دے رہے تھے اور آپ فرما رہے تھے:

الا ان العیش عیش الآخرۃ

فاغفر للانصار و المھاجرۃ

اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ (اے اللہ!) تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما

مسجد کی تعمیر سے پہلے جہاں نماز کا وقت ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نماز ادا فرما لیتے تھے۔ (۱۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسجد کچی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی، اس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں کی اور ستون کھجور کے تنوں کے تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اضافہ کیا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کی طرح کچی اینٹوں اور کھجور کی ٹہنیوں سے بنایا اور اس کے ستون لکڑی کے لگائے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں بہت زیادہ توسیع کی، مسجد کی دیواریں منقش پتھروں اور گچ سے تعمیر کیں، اس کے ستون منقش پتھروں کے اور چھت ساگوان کی لکڑی کی بنوائی۔ (۱۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (مسجد کی دوسری تعمیر کے وقت) صحابہ کرام مسجد کی تعمیر کے لئے اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ مصروف تھے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ نے اپنے شکم انور کے ساتھ اینٹ لی ہوئی تھی، میں نے خیال کیا، اینٹ آپ کے لئے بھاری ہو رہی ہے، سو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اینٹ مجھے پکڑا دیں، آپ نے فرمایا: ابو ہریرہ! دوسری اینٹ لے لو، یقیناً اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ (۱۵)

مسجد نبوی کی فضیلت

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مسجد جس کی تقویٰ پر بنیاد رکھی گئی وہ میری یہ مسجد ہے۔ (۱/۱۶)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے اس مسجد کے بارے میں بحث و مباحثہ کیا کہ وہ کون سی مسجد ہے کہ روزِ اول ہی سے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے، ایک صاحب نے کہا وہ مسجد قبا ہے، دوسرے نے کہا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا: وہ میری مسجد ہے۔ (۱٦)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں دو شخصوں میں جن میں سے ایک کا تعلق بنو خدرہ سے اور دوسرے کا تعلق بنو عمرو بن عوف سے تھا، اس مسجد کے بارے میں اختلاف ہوا جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی، خُدری نے کہا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے، عمری نے کہا وہ مسجد قبا ہے، دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اس مسجد کے متعلق سوال کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ یہی مسجد ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد، اور مسجد قبا میں بھی خیر کثیر ہے۔ (۱۷)

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے عبدالرحمٰن میرے پاس سے گزرے، میں نے ان سے پوچھا آپ نے اپنے والد سے اس مسجد کے بارے میں کیا سنا ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے؟ انہوں نے کہا میرے والد نے بتایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر والیوں میں سے ایک کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! ان دو (مسجد نبوی، مسجد قبا) میں سے وہ کون سی مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے؟ آپ نے مٹھی بھر کنکریاں لے کر زمین پر ماریں اور فرمایا: وہ یہی مدینے کی مسجد ہے۔ (۱۸)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں دو حضرات کا اس بارے میں اختلاف ہوا کہ وہ مسجد کون سی ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے، ایک صاحب نے کہا: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے، دوسرے نے کہا: وہ مسجد قبا ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر پوچھا تو آپ نے فرمایا: وہ میری یہ مسجد ہے۔ (۱۹)

مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اس مسجد میں نماز دوسری مساجد میں نماز سے ہزار درجہ افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔ (۲۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اس مسجد میں نماز دوسری مساجد میں ہزار نمازوں کے برابر ہے سوائے مسجد حرام کے اور با جماعت نماز تنہا کی پچیس نمازوں کے برابر ہے۔ (۲۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کیں، کوئی نماز نہیں چھوڑی اس کے لئے آگ سے برأت، عذاب سے نجات اور

نفاق سے برأت لکھی جاتی ہے۔ (۲۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے گھر سے میری مسجد کی طرف نکلتا ہے تو اس کے ایک قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرا قدم ایک گناہ مٹاتا ہے۔ (۲۳)

ابراہیم بن عبداللہ بن معبد بن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک خاتون بیمار ہوئیں تو اس نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی میں بیت المقدس جا کر نماز پڑھوں گی، وہ تندرست ہوگئی اس نے جانے کی تیاری کی اور امّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو سلام کرنے آئی اور انہیں اپنی تیاری کے بارے میں بتایا، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بیٹھو میرا تیار کردہ کھانا کھاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے اس مسجد میں نماز دیگر مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد کعبہ کے۔ (۲۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: میری مسجد میں نماز دوسری مساجد میں ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد کعبہ کے۔ (۲۵)

اصحابِ صفہ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں اصحابِ صفہ فقراء تھے، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا موجود ہو وہ تیسرے کو لے جائے، اور جس کے پاس چار لوگوں کا کھانا ہو وہ پانچویں چھٹے لے جائے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کو لے آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیوں کو ساتھ لے گئے۔ (۲۶)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں اصحابِ صفہ فقراء لوگ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس دو افراد کا کھانا ہو وہ تین افراد کو لے جائے اور جس کے پاس چار افراد کا کھانا ہو وہ پانچویں چھٹے کو ساتھ لے جائے (یا جس طرح آپ نے ارشاد فرمایا) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین افراد کو ساتھ لائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیوں کو لے گئے، گھر میں مَیں، میرے والد اور میری والدہ تھیں۔

حدیث کے راوی نے کہا میں نہیں جانتا کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کا ذکر کیا تھا یا نہیں،

اور ہمارے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کا مشترکہ خادم بھی تھا۔(۲۷)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اصحاب صفہ فقرا لوگ تھے، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس دو افراد کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے، جس کے پاس چار کا کھانا ہو وہ پانچویں کو لے جائے، چھٹے کو لے جائے، یا جیسے آپ نے فرمایا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین افراد کو لائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس افراد کو لے گئے، گھر میں مَیں، میرے والدین اور ہمارے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کا مشترکہ خادم تھا، راوی کہتے ہیں کہ معلوم نہیں عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کا ذکر کیا تھا کہ نہیں؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رات کا کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کھا لیا، پھر وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عشا کی نماز پڑھ کر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونگھ آنے لگی تو آپ رات کا جتنا حصہ اللہ نے چاہا گزرنے کے بعد اپنے گھر آئے، ان کی بیوی (حضرت عبدالرحمٰن کی والدہ) نے کہا: آپ اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں رہ گئے تھے، انہوں نے پوچھا کیا تو نے مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا؟ وہ بولیں: مہمانوں نے آپ کی آمد سے پہلے کھانا کھانے سے انکار کر دیا، حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں چھپ گیا، میرے والد نے کہا: او بے وقوف! اور مجھے برا بھلا کہا، اور مہمانوں سے کھانا کھانے کو کہا، اور خود کھانا نہ کھانے کی قسم کھالی، مہمان (یا مہمانوں) نے بھی قسم کھالی کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بغیر کھانا نہیں کھائے گا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے یہ شیطان کی حرکت ہے (کہ میں نے کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی ہے) چناں چہ انہوں نے کھانا منگوایا اور کھانے لگے۔

اللہ کی قسم! ہم کھانے کا جو بھی لقمہ لیتے تھے نیچے سے پہلے سے زیادہ کھانا ہو جاتا تھا، سب لوگ سیر ہو گئے، کھانا پہلے سے زیادہ ہو گیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھانے کو اس طرح یا اس سے زیادہ دیکھ کر اپنی بیوی کو کہا: بنوفراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ ان کی اہلیہ نے کہا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک! یہ تو پہلے سے بھی تین گنا بڑھ گیا ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کھایا اور فرمایا: میرا نہ کھانے کی قسم کھانا شیطان کی طرف سے تھا، پھر ایک لقمہ کھا کر کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمارے اور ایک قوم کے درمیان معاہدہ تھا، مدت پوری ہو گئی تو ہم نے بارہ آدمیوں کو سردار مقرر کیا، وہ آ گئے ہر آدمی کے ساتھ اللہ جانتا ہے کتنے آدمی تھے، آنے والے سب لوگوں نے اس کھانے میں سے کھایا۔(۲۸)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھاتے، اصحاب صفہ میں سے بعض لوگ بھوک کی وجہ سے کھڑے کھڑے گر جاتے تھے، بدوی کہتے یہ لوگ دیوانے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر ان کے پاس تشریف لاتے اور فرماتے: اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ عزوجل کے ہاں تمہارے لئے کتنا اجر ہے تو تم اس سے زیادہ فقر و فاقہ کو پسند کرتے، حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان دنوں میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔(۲۹)

حضرت یعیش بن طخفہ الغفاری بیان کرتے ہیں کہ میرے والد حضرت طخفہ غفاری رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں سے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے اصحابِ صفہ کے متعلق فرمایا، چناں چہ کوئی صاحب ایک آدمی کو کوئی دو افراد کو لے گیا یہاں تک میں پانچواں رہ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چلو، ہم آپ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے، آپ نے فرمایا: عائشہ! ہمیں کھانا کھلاؤ، عائشہ رضی اللہ عنہا کھجوریں لائیں ہم نے کھائیں، پھر تھوڑا سا کھجور کا حلوہ لائیں ہم نے کھایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں پانی پلاؤ، وہ بڑے برتن میں پانی لائیں، ہم نے پانی پیا، پھر ایک چھوٹے سے پیالے میں دودھ لائیں ہم نے پی لیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر چاہو تو یہاں رات گزارو اور اگر چاہو تو مسجد میں چلے جاؤ، ہم نے کہا: ہم مسجد میں جاتے ہیں، میں مسجد میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ کسی نے اپنے پیر سے مجھے ہلایا اور کہا اس طرح سونے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔(۳۰)

اس سے پہلی روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، لوگوں کو نماز نماز کہہ کر جگا رہے تھے، میرے پاس سے گزرے مجھے اوندھے منہ سویا ہوا دیکھ کر فرمایا: کون ہو؟ میں نے کہا: میں عبداللہ بن طخفہ ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس طرح سونے کو اللہ عزوجل ناپسند فرماتا ہے۔(۳۱)

اصحابِ صفہ کے معلّم

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصروف رہتے تھے جب کوئی شخص ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا، آپ اسے ہم میں سے کسی کے حوالے کر دیتے، ہم اسے قرآن کی تعلیم دیتے، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی میرے سپرد کیا وہ میرے ساتھ گھر میں رہتا تھا، میں اسے اہل خانہ کے ساتھ کھانا کھلاتا اور اسے قرآن پڑھاتا تھا، وہ اپنے اہل و عیال کی طرف گیا، اس نے خیال کیا کہ اس پر میرا حق ہے سو اس نے مجھے ایسی

کمان بہ طور ہدیہ دی کہ میں نے اس سے عمدہ لکڑی والی اور بہترین نرم کمان نہیں دیکھی، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کی اس ہدیے کے بارے کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا: تم نے اپنے دوشانوں کے درمیان انگارہ لگا رکھا ہے۔ (۳۲)

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے اصحاب صفہ میں سے کچھ لوگوں کو کتابت (لکھنا) اور قرآن کی تعلیم دی، ان میں سے ایک صاحب نے مجھے کمان ہدیتاً پیش کی، میرے پاس مال نہیں تھا (میں نے سوچا) میں اس سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں تیراندازی کروں گا، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اگر تمہیں یہ پسند ہو کہ اس کے بدلے میں تمہاری گردن میں آگ کا طوق ڈالا جائے تو اسے قبول کرلو۔ (۳۳)

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی ہجرت اور عُسرت کا دور

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم (ہجرت کر کے) مدینہ طیبہ میں آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہر گھر میں دس بیس افراد کے گروپ میں تقسیم فرمادیا، میں ان دس افراد میں شامل تھا جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شامل تھے، ہمارے لئے صرف بکری کا دودھ ہوتا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے پاس تشریف لانے میں تاخیر ہوجاتی ہم دودھ پی لیتے اور آپ کے حصے کا دودھ رکھ دیتے تھے، ایک رات آپ کو ہمارے پاس آنے میں تاخیر ہوگئی اور ہم سو گئے، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے کے وقت سے بہت لیٹ ہوگئے تو میں نے سوچا شاید کسی نے آپ کی دعوت کی ہے، سو میں نے آپ کے حصے کا دودھ پی لیا، کچھ رات گزرنے کے بعد آپ گھر میں داخل ہوئے، دودھ پینے کے بعد مجھے نیند نہیں آئی، گھر میں داخل ہو کر آپ نے آہستہ سے سلام کیا اور (دودھ کے) پیالے کی طرف متوجہ ہوئے جب اسے خالی دیکھا تو خاموش رہے، پھر فرمایا: اے اللہ! تو اسے کھلا جو ہمیں کھلائے، میں اچھل کر کھڑا ہوا چھری لی اور بکری کی طرف گیا، آپ نے فرمایا: کیا کر رہے ہو؟ میں نے کہا: اسے ذبح کر رہا ہوں، ارشاد ہوا نہیں، بکری کو میرے پاس لاؤ، میں اسے آپ کے پاس لایا، آپ نے بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا، ان میں سے قدرے دودھ نکلا، آپ نے اسے نوش فرمایا اور سو گئے۔ (۳۴)

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ (ہجرت کر کے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، ہم شدید بھوکے تھے، ہم لوگوں کے پاس گئے کسی نے ہماری مہمانی نہ کی، پھر ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ٹھکانے پر لے گئے، آپ کے پاس چار بکریاں

تھیں، آپ نے فرمایا: مقداد! ان بکریوں کا دودھ چار حصوں میں تقسیم کر دینا، میں دودھ کے چار حصے کر دیتا تھا (تین حصے مقداد رضی اللہ عنہ اور اُن کے دو ساتھیوں کے اور ایک حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے) ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے میں دیر ہو گئی، مجھے خیال آیا رسول اللہ ﷺ کسی انصاری کے ہاں تشریف لے گئے ہوں گے اور آپ کھا پی کر سیر ہو چکے ہوں گے، کیوں نہ میں آپ کے حصے کا دودھ پی لوں، مجھے برابر یہ خیال آتا رہا یہاں تک کہ میں نے اٹھ کر آپ کے حصے کا دودھ پی لیا اور پیالہ ڈھانپ دیا، جوں ہی میں دودھ پی کر فارغ ہوا مجھے یہ خیال ستانے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے تشریف لائیں گے اور یہاں کچھ نہیں پائیں گے، میں نے اسی خیال میں غلطاں ہو کر منہ ڈھانک لیا، اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہوئے اور ایسی آواز سے سلام کیا کہ جاگنے والا سن لے اور سویا ہوا بیدار نہ ہو، پھر پیالے کے پاس تشریف لائے، دیکھا اس میں کچھ نہ تھا تو فرمایا: اے اللہ! اسے کھلا جو مجھے کھلائے اور اسے پلا جو مجھے پلائے، میں آپ کی دعا کو غنیمت سمجھ کر چھری کی طرف گیا اور چھری لے کر بکریوں کی طرف بڑھا اور انہیں ٹٹول کر دیکھنے لگا کہ ان میں سے زیادہ فربہ کون سی ہے؟ (تا کہ اسے ذبح کر کے اس کا گوشت تیار کروں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر کے دعا کا حق دار بنوں) جس بکری کو میرا ہاتھ لگا میں نے اس کے تھنوں کو دودھ سے بھرا ہوا پایا، میں نے پیالہ بھر کر دودھ نکالا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کی: یا رسول اللہ! نوش فرمایئے، رسول اللہ ﷺ نے سر اٹھا کر مجھے (ہنستے ہوئے) دیکھا اور فرمایا: مقداد! یہ تیری ایک بری عادت ہے، کیا ہوا؟ میں نے عرض کی: آپ دودھ نوش فرمائیں پھر بات بتاتا ہوں، آپ نے سیر ہو کر نوش فرمایا، پھر مجھے عطا فرمایا، میں دودھ پی چکا تو آپ نے فرمایا: کیا بات تھی؟ میں نے آپ کو بات بتائی (کہ میں یہ سوچ کر آپ کسی انصاری کے ہاں کچھ کھا پی چکے ہوں گے آپ کے حصے کا دودھ پی لیا تھا اور پھر میں نے بکری کے تھنوں کو دودھ سے بھرا ہونے کا بتایا) تو آپ نے فرمایا: یہ آسمان سے نازل شدہ برکت تھی، تو نے مجھے کیوں نہیں بتایا تا کہ ہمارے دو ساتھی بھی ہمارے ساتھ (یہ بابرکت دودھ) پی لیتے، میں نے کہا جب مجھے اور آپ کو برکت حاصل ہو گئی تو مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ کون یہ برکت نہ پا سکا۔ (۳۵)

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی ایسی حالت میں (ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں) آئے کہ (سفر اور بھوک کی) مشقت سے ہماری سماعت اور بصارت جانے والی تھی، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر خود کو پیش کرتے (کہ کوئی ہمیں کھانا اور ٹھکانہ مہیا کر دے) کوئی ہمیں قبول نہ کرتا (کہ عسرت اور تنگ دستی کا دور تھا) پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

آئے، آپ ہمیں اپنے گھر لے گئے وہاں تین بکریاں تھیں، آپ نے فرمایا ان کا دودھ ہم پیا کریں گے، ہم بکریوں کا دودھ نکالتے ہر انسان اپنے حصے کا دودھ پی لیتا اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ رکھ دیتے، آپ رات میں تشریف لاتے ایسی آواز میں سلام کرتے کہ جاگنے والا سن لیتا اور سویا ہوا نہ جاگتا، پھر مسجد میں جا کر نماز پڑھتے اور آ کر اپنے حصے کا دودھ نوش فرماتے، ایک رات شیطان نے میرے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ محمد (ﷺ) کے پاس انصار کی طرف سے (کھانے پینے کی چیزوں کے) تحفے آتے ہیں، آپ کو اس گھونٹ بھر دودھ کی کیا ضرورت ہے؟ اسے تم پی لو، شیطان برابر مجھے بہکاتا رہا یہاں تک کہ میں نے دودھ پی لیا، میں جوں ہی دودھ پی کر فارغ ہوا، مجھے شرمندگی اور ندامت نے گھیر لیا، اب شیطان نے یہ وسوسہ ڈالا تو نے یہ کیا کیا؟ تو نے محمد (ﷺ) کے حصے کا دودھ پی لیا وہ آ کر دیکھیں گے دودھ نہیں پائیں گے تو تمہارے خلاف دعا کریں گے تم ہلاک ہو جاؤ گے اور تمہاری دنیا و آخرت برباد ہو جائے گی۔

میرے پاس ایسی اونی چادر تھی جب میں اس سے سر ڈھانپتا میرے پاؤں باہر نکل جاتے اور اگر اسے پیروں پر ڈالتا تو سر کھل جاتا، میری نیند اُڑ گئی، میرے ساتھی سوتے رہے، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اپنے معمول کے ساتھ سلام کیا، پھر مسجد میں جا کر نماز پڑھی، اپنے مشروب کے پاس آئے دیکھا برتن خالی ہے، آسمان کی جانب سر اٹھایا، میں نے کہا اب آپ میرے خلاف دعا کریں گے میں ہلاک ہو جاؤں گا، آپ نے دعا مانگی: اے اللہ! اسے کھلا جو مجھے کھلائے اور اسے پلا جو مجھے پلائے (یہ دعا سن کر) میں نے اپنی چادر کس لی اور چھری لے کر بکریوں کی طرف گیا، انہیں ٹٹولنے لگا تاکہ ان میں سے زیادہ فربہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذبح کروں، میں نے ہر بکری کے تھنوں کو دودھ سے لبریز پایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے دودھ کے برتن میں، میں نے اتنا دودھ نکالا کہ برتن کے بالائی حصے تک جھاگ آ گئے، میں دودھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ نے فرمایا: کیا تم نے آج دودھ نہیں پیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نوش فرمائیں، آپ نے پینے کے بعد مجھے دیا، میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نوش فرمائیں، آپ نے پی کر مجھے عطا فرمایا میں نے باقی ماندہ دودھ پیا، جب مجھے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیر ہو گئے ہیں اور آپ کی دعا مجھے مل گئی ہے، میں ہنستے ہنستے زمین پر گر گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مقداد! یہ تمہاری ایک بری عادت ہے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آج میرے ساتھ ایسے ایسے ہوا ہے، اور میں نے بھی ایسا ایسا کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو اللہ کی رحمت تھی تو نے مجھے کیوں نہیں بتایا ہم تیرے ان دو ساتھیوں کو جگا کر اس رحمت میں شریک کر لیتے، میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا جب

آپ نے اور آپ کے ساتھ میں نے اس رحمت سے حصہ پالیا تو مجھے دوسرے لوگوں کی پرواہ نہیں۔(۳۶)

منبر کی تیاری

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا منبر کس قسم کی لکڑی سے بنایا گیا؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے یہ کس قسم کی لکڑی سے تیار ہوا، اسے کس نے تیار کیا، کس روز تیار کیا، مسجد نبوی میں اسے کس دن رکھا گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کس دن تشریف فرما ہوئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون کے پاس پیغام بھیجا اپنے بڑھئی غلام سے کہو میرے لئے لکڑیاں جوڑ (کرمنبر بنا) دے جس پر بیٹھ کر میں لوگوں سے کلام کروں (خطبہ دوں)، اس نے اپنے غلام کو ہدایت کی، وہ غابہ کے جنگل میں گیا، جھاؤ کا درخت کاٹ کر لایا، اس کی لکڑی سے تین زینے بنائے، خاتون نے وہ منبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، اسے اسی جگہ رکھا گیا جہاں تم دیکھتے ہو، پہلے ہی دن آپ اس پر تشریف فرما ہوئے، تکبیر کہی، رکوع کیا پھر الٹے قدم منبر سے اتر کر سجدہ کیا، لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا، پھر آپ منبر پر چڑھے، یہاں تک کہ آپ نماز سے فارغ ہو گئے اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: لوگو! میں نے یہ اس لئے کیا ہے تا کہ تم میری اقتدا کرو اور میری نماز کے بارے میں جان لو۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے کہا گیا لوگ کھجور کے تنے کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں ایسا ہی ہوا تھا؟ انہوں نے فرمایا: اس تنے سے ایسا ہی ہوا تھا۔(۳۷)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب مسجد نبوی چھپر جیسی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک خشک تنے کے پاس نماز پڑھتے اور خطبہ ارشاد فرماتے تھے، آپ کے صحابہ کرام میں سے ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ آپ کے لئے ایسی چیز بنا دی جائے جس پر آپ جمعہ کے دن کھڑے ہوں تا کہ لوگ آپ کا دیدار کریں اور آپ انہیں خطبہ ارشاد فرمائیں، آپ نے فرمایا: ہاں، سو آپ کے لئے تین زینوں والا منبر تیار کیا گیا، جب منبر رسول ﷺ کو مقرر کردہ مقام پر رکھا گیا اور آپ منبر پر تشریف فرما ہونے کے ارادے سے اس خشک تنے کے پاس سے گزرے، تنا چیخ مار کر جگہ جگہ سے پھٹ اور چِر گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا، پھر آپ منبر کی طرف تشریف لے گئے، جب آپ نماز پڑھتے اس خشک تنے کو سامنے رکھ کر نماز پڑھتے تھے، جب مسجد کو منہدم کیا گیا اور اس میں تبدیلی لائی گئی وہ تنا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لے گئے وہ ان ہی کے پاس رہا، یہاں تک کہ بوسیدہ ہو گیا اسے دیمک کھا گئی اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔(۳۸)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مسجد نبوی چھپر کی حالت میں تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک خشک تنے کو سامنے رکھ کر نماز ادا کرتے تھے اور لوگوں کو خطبہ بھی وہیں ارشاد فرماتے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ اس چیز کو پسند فرماتے ہیں کہ میں آپ کے لئے منبر بنا دوں، آپ جمعہ کے دن اس پر کھڑے ہوں تاکہ لوگ آپ کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا کریں، آپ نے فرمایا: ہاں، آپ کے لئے تین سیڑھیوں والا یہ منبر بنایا گیا۔ منبر تیار ہو گیا اور اسے وہاں رکھ دیا گیا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھوایا اور رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہونے کے ارادے سے چلے، جب آپ اس خشک تنے کے پاس سے گزرے جس کے پاس آپ نماز اور خطبہ میں کھڑے ہوتے تھے وہ چیخ مار کر پھٹ اور چِر گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی آواز سن کر منبر سے اترے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا پھر منبر کی طرف تشریف لے گئے، اس کے باوجود جب آپ نماز پڑھتے اس تنے کے پاس کھڑے ہوتے تھے۔

حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے اور اس حدیث کے راوی طفیل کہتے ہیں جب پرانی مسجد منہدم کی گئی اور اس میں تبدیلی لائی گئی، میرے والد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس تنے کو اپنے ہاں گھر میں لے آئے، تنا ان کے ہاں رہا یہاں تک کہ بوسیدہ ہو گیا، اسے دیمک نے کھا لیا اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ (۳۹)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب مسجد چھپر کی سی حالت میں تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک خشک تنے کو سامنے رکھ کر نماز پڑھتے اور اس کے بازو میں کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے، آپ کے صحابہ میں سے بعض حضرات نے کہا: یا رسول اللہ! ہم آپ کے لئے ایسی چیز بناتے ہیں جس پر آپ جمعہ کے دن کھڑے ہوں تاکہ لوگ آپ کے دیدار سے مشرف ہوں، یا کہا لوگ آپ کو دیکھیں اور آپ کا خطبہ سنیں، آپ نے فرمایا: ہاں، انہوں نے تین زینے بنا دیئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (منبر پر) کھڑے ہوئے، تنا آپ کے فراق میں رویا، آپ نے اس سے فرمایا: پرسکون رہو، اور اپنے صحابہ سے فرمایا: یہ خشک تنا میرے لئے رویا ہے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: پرسکون رہو، اگر تم چاہو میں تجھے جنت میں لگا دوں، صالح بندے تیرا پھل کھائیں اور اگر کہو تجھے پہلے کی طرح ہرا بھرا کھجور کا درخت کر دوں اور اس نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا کھجور کا یہ تنا میرے (راوی حدیث طفیل کے) والد لے آئے، یہ ان ہی کے پاس رہا یہاں تک کہ اسے دیمک کھا گئی۔ (۴۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ منبر کی تیاری سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تنے کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے، جب منبر تیار ہوا اور آپ منبر کی طرف گئے، تنا آپ کے فراق میں رویا، آپ اس کے پاس تشریف لائے اسے گلے سے لگایا تو وہ پرسکون ہوگیا، آپ نے فرمایا: اگر میں اسے گلے نہ لگاتا تو یہ میرے لئے قیامت تک روتا رہتا۔(۴۱)

منبر کا شرف وفضیلت اور ریاض الجنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔(۴۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے اور میرے حجرے اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔(۴۳)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔(۴۴)

حضرت عبداللہ بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے ان گھروں سے میرے منبر تک جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔(۴۵)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے منبر کے پائے جنت میں قائم ہیں۔(۴۶)

اذان کی ابتدا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، جب مسلمان مدینہ طیبہ میں آئے، نماز کے وقت جمع ہوتے تو نماز کے لئے کوئی پکارنے والا نہیں تھا، ایک روز انہوں نے اس کے بارے میں بات کی، بعض نے کہا کہ عیسائیوں کے ناقوس کی طرح ناقوس (گھنٹی) لے لیں۔ بعض نے کہا بلکہ یہودیوں کے قرن (سینگ) کی طرح قرن لے لیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم ایسا آدمی نہیں بھیج سکتے جو نماز کے لئے ندا دے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلال! اٹھو، نماز کے لئے ندا دو۔(۴۷)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک انصاری شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم سے آکر کہا میں نے خواب میں دیکھا گویا میں جاگ رہا ہوں، ایک آدمی آسمان سے اترا اس پر دو سبز چادریں تھیں، وہ مدینہ کی ایک دیوار کے بقیہ حصے پر اترا اس نے دو مرتبہ (کلمات اذان دُہرا کر) اذان کہی، پھر وہ بیٹھ گیا، پھر اس نے دو دو مرتبہ اقامت کہی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اچھا خواب دیکھا، یہ کلمات بلال کو سکھاؤ (اذان کے الفاظ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے بھی اسی طرح دیکھا، لیکن انصاری مجھ سے سبقت لے گیا۔ (اس نے مجھ سے پہلے اپنا خواب بیان کر دیا)۔ (۴۸)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کی خاطر ناقوس (گھنٹی) بجانے کا حکم دیا، خواب میں میرے پاس ایک آنے والا آیا جس نے ناقوس اٹھایا ہوا تھا، میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا تم ناقوس بیچو گے؟ اس نے پوچھا: تو نے اس سے کیا کرنا ہے؟ میں نے کہا: ہم اس کے ذریعے نماز کے لئے بلائیں گے، اس نے کہا: کیا میں تجھے اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: بتاؤ، اس نے کہا تم کہو:

اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ، اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، لا الٰہ الا اللّٰہ

پھر کچھ دیر کے بعد اس نے کہا: جب نماز کھڑی ہو تو کہو:

اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، قدقامت الصلوٰۃ، قد قامت الصلوٰۃ، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، لا الٰہ الا اللّٰہ

جب صبح ہوئی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو اپنے خواب کے بارے میں بتایا، آپ نے فرمایا: ان شاء اللہ یہ خواب سچا ہے، بلال کے ساتھ کھڑے ہوں ان کو یہ کلمات بتائیں وہ ان کلمات سے اذان کہیں، حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں اذان سنی وہ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے باہر نکلے: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں نے بھی اس طرح دیکھا ہے جس طرح اس نے دیکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات سن کر فرمایا: **فللّٰہ الحمد** (۴۹)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز کی خاطر جمع کرنے کے لئے ناقوس بجانے پر اتفاق فرمایا کہ حال آں کہ آپ عیسائیوں کی موافقت کی وجہ سے اسے ناپسند فرماتے تھے، میرے پاس خواب میں ایک ایسا شخص آیا جس پر دو سبز چادریں تھیں اور اس نے ہاتھ میں ناقوس اٹھایا ہوا تھا، میں نے اسے کہا: بندۂ خدا! کیا تم ناقوس بیچو گے؟ اس نے پوچھا: تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا ہم اس سے نماز کے لئے بلائیں گے، اس نے کہا: کیا میں اس سے بہتر چیز کی طرف تیری رہنمائی نہ کروں؟ میں نے کہا: ہاں کرو، اس نے کہا: تم کہو

اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ، اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، لا الٰہ الا اللّٰہ

پھر تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا جب نماز کھڑی ہو تو کہو:

اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، قدقامت الصلوٰۃ، قد قامت الصلوٰۃ، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، لا الٰہ الا اللّٰہ

جب صبح ہوئی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنا خواب بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان شاء اللہ یہ سچا خواب ہے، پھر آپ نے اذان کہنے کا حکم دیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام بلال رضی اللہ عنہ یہ اذان کہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے لئے بلاتے تھے، ایک مرتبہ صبح کے وقت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی نماز کے لئے بلانے آئے، انہیں بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں، بلال نے اونچی آواز سے کہا **الصلوٰۃ خیر من النوم** سعید بن المسیب نے کہا پھر یہ جملہ فجر کی اذان میں داخل کر دیا گیا۔ (۵۰)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کو یہ خواب بتایا تو آپ نے فرمایا: بلال کو بتاؤ، میں نے بلال کو (اذان کے کلمات) بتائے، انہوں نے اذان کہی جب بلال نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! (خواب) میں نے دیکھا ہے اقامت میں کہنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا: اقامت کہو، اقامت عبداللہ بن زید نے اور اذان حضرت بلال رضی اللہ عنہما نے کہی۔ (۵۱)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام ایک دوسرے کو نماز کے لئے جمع کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ گھنٹیاں بجاتے یا بجانے کے قریب تھے کہ انصار کے عبداللہ بن زید نام کے ایک صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا یا رسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا اور اگر میں کہوں کہ میں سویا ہوا نہیں تھا تو سچ ہوگا، میں نینداور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس پر دو سبز کپڑے تھے، اس نے قبلہ رو ہو کر کہا: **اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ**، دو دو مرتبہ یہاں تک کہ وہ اذان سے فارغ ہوگیا، پھر قدرے ٹھہر کر پہلے کی طرح کہا البتہ اس میں **قد قامت الصلاۃ، قد قامت الصلاۃ** کا اضافہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلال کو سکھاؤ وہ ان کلمات سے اذان کہیں، سب سے پہلے بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آکر کہا: یا رسول اللہ! میرے پاس بھی ایسا ہی آنے والا (خواب میں) آیا تھا لیکن وہ (عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ) مجھ پر سبقت لے گئے۔ (۵۲)

خواتین سے بیعت

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے، آپ نے انصار کی تمام خواتین کو ایک گھر میں جمع فرما کر ان کی طرف حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بھیجا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کیا، خواتین نے سلام کا جواب دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہاری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد بن کر آیا ہوں، ہم نے کہا: رسول اللہ کو اور رسول اللہ کے قاصد کو خوش آمدید، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم اس بات پر بیعت کرتی ہو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی، بدکاری نہیں کروگی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کروگی، اپنے ہاتھوں اور پیروں سے کسی پر بہتان نہیں لگاؤ گی اور نیکی کے کاموں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کروگی؟ ہم نے کہا: ہاں، پھر ہم نے گھر کے اندر سے ہاتھ بڑھا دیئے اور عمر رضی اللہ عنہ نے گھر کے باہر سے اپنا ہاتھ بڑھایا اور کہا: اے اللہ! گواہ رہنا۔ (۵۳)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ان خواتین میں شامل تھی جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی، ہم سے یہ عہد بھی لیا گیا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی اور محرم کے بغیر کسی مرد سے بات نہیں کریں گی۔ (۵۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت کریمہ **عَلٰٓی اَنْ لَّا**

یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئاً الخ پڑھ کر عورتوں سے بیعت لیتے تھے،اپنی ازواج کے علاوہ آپ کے ہاتھ نے کسی خاتون کا ہاتھ نہیں چھوا۔(۵۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لیتے وقت کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔(۵۶)

امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جو اہل ایمان خواتین ہجرت کر کے آتیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کریمہ سے ان کا امتحان لیتے:

> یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَ کَ الْمُؤْمِنَات یُبَایِعْنَكَ عَلٰٓی اَنْ لَّایُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَایَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌO (۵۷)
>
> اے نبی (ﷺ) جب مومن عورتیں اس بات پر آپ سے بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان کوئی بہتان باندھیں گی اور نہ اُمورِ شریعت میں آپؐ کی نافرمانی کریں گی،تو آپ ان سے بیعت لے لیا کریں اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کیا کریں۔بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جو مؤمنہ خاتون اس شرط کو تسلیم کر لیتی،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: میں نے تجھے بیعت کر لیا، اللہ کی قسم! بیعت لیتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کسی خاتون کے ہاتھ سے نہیں لگا، آپ صرف زبانی ان شرائط پر بیعت فرماتے تھے۔(۵۸)

حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عورتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی،آپ نے فرمایا: کہو،ہم حسب استطاعت ایسا کریں گی، میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہم پر ہماری جانوں سے زیادہ رحم فرمانے والے ہیں، یارسول اللہ! ہمیں بیعت فرمالیجئے، آپ نے فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا، میری ایک عورت اور سو عورتوں سے ایک ہی بات ہے۔(۵۹)

حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں دیگر مسلمان خواتین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہونے کے لئے آئی،ہم نے کہا: یارسول اللہ! ہم آپ کے پاس آئی ہیں تاکہ آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، ہم چوری نہیں کریں گی،

بدکاری نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، اپنے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان کوئی بہتان نہیں گھڑیں گی، اور نیکی کے کسی کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسبِ استطاعت ایسا کروگی، میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہم پر ہماری جانوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں، یارسول اللہ! ہمیں بیعت فرمائیے، آپ نے فرمایا: جاؤ، میں نے بیعت کرلیا، میری سوعورتوں سے وہی بات ہے جو ایک عورت سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کسی عورت سے مصافحہ نہیں فرمایا۔(ہاتھ نہیں ملایا) اور فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔(۶۰)

بنوعدی بن النجار کی حضرت سلمیٰ بنت قیس رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالاؤں میں ایک خالہ، جس نے دوقبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور انصار کی خواتین کے ساتھ آپ سے بیعت کی، جب آپ نے ہم پر یہ شرائط لگائیں کہ ہم اللہ کے سوا کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، بدکاری نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، اپنے ہاتھوں پیروں سے کسی پر بہتان نہیں گھڑیں گی اور نیکی کے کسی کام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کریں گی اور اپنے شوہروں کو دھوکہ نہیں دیں گی، ہم نے آپ سے بیعت کرلی، جب ہم واپس ہوئیں ان میں سے ایک خاتون نے کہا: تم واپس جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو، شوہروں کو دھوکہ دینے کا کیا مطلب ہے، میں نے واپس جاکر آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: شوہر کا مال لے کر غیر حق دار کو دینا۔(۶۱)

حضرت سلمیٰ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے انصار کی خواتین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی، آپ نے ہم سے جو عہد لیا اس میں یہ بات بھی تھی کہ اپنے شوہروں سے دھوکہ فریب نہ کریں، جب ہم واپس ہوئیں، ہم نے کہا: بہ خدا! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتیں کہ اپنے شوہروں سے دھوکہ دہی کیا ہے؟ سو ہم نے واپس جاکر آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: شوہر کے مال سے (اس کی اجازت کے بغیر) دوسرے کو ہدیہ یا تحفہ دیں۔(۶۲)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی، اس میں یہ شرط بھی تھی کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی، انصار کی ایک خاتون نے کہا: دورِ جاہلیت میں آلِ فلاں نے نوحے میں میری مدد کی تھی، ان میں نوحہ ہے، میں اس وقت تک آپ سے بیعت نہیں کروں گی جب تک نوحے میں ان کی مدد نہ کرلوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے اتفاق فرمایا، وہ گئیں ان کی مدد کی پھر واپس آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس خاتون اور ام سلیم

بنت ملحان کے علاوہ ہم میں سے کسی خاتون نے (نوحہ نہ کرنے کی) یہ شرط پوری نہیں کی۔ (۶۳)

انصار اور مہاجرین میں مؤاخات و میثاقِ مدینہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے گھر میں مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم فرمائی۔ (۶۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں میرے گھر میں قریش (مہاجرین) اور انصار میں باہم عہد و پیمان لیا تھا۔ (۶۵)

عاصم احول بیان کرتے ہیں، کسی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام میں حلف (عہد و پیمان) نہیں ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے اور فرمایا: ہاں، ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور انصار کے درمیان میرے گھر میں باہم عہد و پیمان لیا تھا۔ (۶۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے مابین یہ دستاویز لکھی کہ وہ اپنے خون بہا ادا کریں گے اور قیدیوں کو معروف طریقے سے فدیہ دے کر آزاد کرائیں گے اور مسلمانوں کے مابین اصلاح کریں گے۔ (۶۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینہ میں آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات قائم فرمائی، سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنے مال سے آپ کے لئے آدھا حصہ الگ کر دیتا ہوں، اور میری دو بیویاں ہیں ان میں سے ایک کو طلاق دے دیتا ہوں، عدت گزرنے کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں، حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کے اہل اور مال میں برکت عطا فرمائے، آپ لوگ مجھے بازار کا راستہ بتا دیں، انہوں نے آپ کو بازار کا راستہ بتایا، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ چلے گئے، جب واپس آئے اپنے ساتھ کچھ پنیر اور گھی بہ طور نفع لے کر آئے، کچھ عرصے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر زردی کا اثر دیکھ کر پوچھا: کیا بات ہے (تمہارے کپڑوں پر زردی کیسی ہے)؟ عرض کی: میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے، آپ نے مہر کا پوچھا تو کہا: گٹھلی کے برابر سونا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولیمہ کرو، خواہ ایک بکری سے ہو۔ (۶۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہجرت کر

کے آئے ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات قائم فرمائی ،سعد رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے مال میں سے آدھا آپ کا ہے اور میری دو بیویاں ہیں ، جو تمہیں پسند ہو میں اسے طلاق دے دیتا ہوں ،تم اس کی عدت گزرنے کے بعد اس سے نکاح کر لینا ،عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کے اہل اور مال میں آپ کو برکتوں سے نوازے ،تم مجھے بازار کے بارے میں بتا دو، اس روز جب عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ واپس آئے تو بازار سے کچھ حاصل کر کے آئے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھا پھر وہ آئے تو دیکھا کہ ان پر زردی کا نشان ہے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا خبر ہے؟ عرض کی میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے ،آپ نے فرمایا: اسے کیا دیا ہے؟ کہا: سونے کی گٹھلی یا َ با گٹھلی کے برابر سونا ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولیمہ کرو خواہ ایک بکری سے ہو۔ (۶۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ،حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینہ میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات قائم فرمائی ،سعد رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے بھائی! مدینے میں ، میں سب سے مال دار ہوں ،آپ میرا آدھا مال لے لیں اور میرے نکاح میں دو عورتیں ہیں ، دیکھ لیں جو آپ کو پسند ہو میں اسے طلاق دے دیتا ہوں ۔ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کے اہل اور مال میں برکت عطا فرمائے ،آپ لوگ مجھے بازار کا بتائیں ،انہوں نے آپ کو بازار کا بتایا ،حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بازار میں خرید و فروخت کی ، نفع کمایا اور کچھ پنیر اور گھی لائے ، پھر جب تک اللہ نے چاہا وہ اسی طرح بازار میں خرید و فروخت کرتے رہے ،ایک مرتبہ آئے تو ان پر زعفران کے نشانات تھے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا ہوا؟ عرض کی یا رسول اللہ! میں نے شادی کر لی ہے ،فرمایا: مہر کتنا دیا؟ عرض کی گٹھلی کے برابر سونا ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولیمہ کرو خواہ ایک بکری سے ہو۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میری یہ حالت ہوگئی کہ اگر میں پتھر بھی اٹھاتا تو مجھے توقع ہوتی میں اس سے سونا یا چاندی حاصل کر لوں گا ،اللہ تعالیٰ نے میری تجارت میں بڑی برکت عطا فرمائی ،مٹی کو بھی ہاتھ لگاتا تو سونا بن جاتی ۔ (۷۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مابین مواخات قائم فرمائی ۔ (۷۱)

حضرت عبید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کے

درمیان مواخات قائم فرمائی، ان میں سے ایک پہلے شہید ہوگئے اور دوسرے بعد میں فوت ہوئے، ہم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم نے کیا دعا کی؟ صحابہ نے کہا: ہم نے اس کے لئے دعا کی کہ اللہ اس کی مغفرت فرمائے، اس پر رحم فرمائے اور اسے اپنے ساتھی کے ساتھ ملا دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس (پہلے) کی نماز کے بعد اس کی نماز اس کے عمل کے بعد اس کا عمل، اس کے روزوں کے بعد اس کے روزے کہاں گئے، آپ نے فرمایا: ان دو کے درمیان آسمان اور زمین کے برابر فرق ہے۔(۷۲)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی آمد، سوالات اور اسلام

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں آنے لگے، میں بھی ان میں شامل تھا، جب میں نے آپ کا چہرۂ انور دیکھا تو میں پہچان گیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے، میں نے سب سے پہلا کلام جو آپ سے سنا یہ تھا کہ سلام کو پھیلاؤ (سب کو سلام کرو)، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، جب لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھو، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔(۷۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ طیبہ میں آمد کی خبر ملی تو وہ آپ کی خدمت میں آئے اور چند چیزوں کے متعلق سوال کیا اور کہا: میں آپ سے چند چیزوں کے بارے میں سوال کرتا ہوں جن کے متعلق نبی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا: ۱۔ قیامت برپا ہونے کی پہلی شرط کیا ہے؟ ۲۔ اہل جنت پہلا طعام کیا کھائیں گے؟ ۳۔ بچہ کبھی باپ اور کبھی ماں کا ہم شکل کیوں ہوتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ابھی جبریل نے ان کے بارے میں بتایا ہے، عبداللہ بن سلام نے کہا: جبریل تو فرشتوں میں یہود کا دشمن ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی پہلی نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی سمت لے جائے گی، اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا مچھلی کا جگر ہوگا، رہا بچہ اگر باپ کا پانی (نطفہ) ماں کے پانی پر سبقت لے جائے تو بچہ باپ کا ہم شکل ہوتا ہے اور اگر ماں کا پانی باپ کے پانی پر سبقت حاصل کر لے تو بچہ ماں کا ہم شکل ہوتا ہے۔(۷۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے، عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو آپ کی تشریف آوری کی خبر ملی وہ اس وقت اپنی کھجوروں میں

مصروفِ کار تھے، عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا: میں آپ سے چند چیزوں کے بارے میں دریافت کرتا ہوں جنہیں نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا، اگر آپ نے ان کے بارے میں مجھے بتا دیا میں آپ پر ایمان لے آؤں گا، اور اگر آپ انہیں نہیں جانتے ہوں گے تو میں پہچان لوں گا کہ آپ نبی نہیں ہیں، پھر انہوں نے بچے کی مشابہت کے بارے میں، اہل جنت کے اولین کھانے کے متعلق اور لوگوں کو حشر میں لانے والی پہلی چیز کے بارے میں سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی جبریل نے مجھے ان کے بارے میں خبر دی ہے، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جبریل تو یہود کا دشمن ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کی شباہت کے بارے میں فرمایا، جب آدمی کا پانی عورت کے پانی پر سبقت حاصل کر لے تو بچہ باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر سبقت لے جائے تو بچہ ماں سے مشابہت والا ہوتا ہے، جنتی سب سے پہلا جو کھانا کھائیں گے وہ مچھلی کی کلیجی ہوگی اور وہ پہلی چیز جو لوگوں کو اکٹھا کرے گی وہ آگ ہے جو مشرق سے نکلے گی لوگوں کو مغرب کی طرف اکٹھا کرے گی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں۔

پھر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! یہود بہتان گھڑنے والی قوم ہے اگر انہوں نے میرے اسلام کے متعلق سن لیا تو مجھ پر بہتان لگا دیں گے، آپ مجھے اپنے پاس چھپا دیں اور ان کو بلا کر ان سے میرے بارے میں دریافت فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھپا دیا اور یہود کو بلا بھیجا، وہ آ گئے، آپ نے پوچھا: تم میں عبداللہ بن سلام کیسا شخص ہے؟ انہوں نے جواب دیا وہ ہمارا بہترین شخص ہے ہمارے بہترین شخص کا بیٹا ہے، ہمارا سردار ہے ہمارے سردار کا بیٹا ہے، ہمارا عالم ہے ہمارے عالم کا صاحب زادہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بتاؤ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو کیا تم اسلام قبول کر لو گے؟ وہ بولے: اللہ تعالیٰ اسے اس سے محفوظ رکھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے فرمایا: باہر آؤ اور انہیں (میرے بارے میں) بتاؤ، عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے باہر نکل کر کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، یہودی بولے: یہ ہم میں سب سے برا شخص ہے اور ہمارے سب سے برے شخص کا بیٹا ہے، یہ جاہل ہے اور ہمارے جاہل شخص کا بیٹا ہے۔ ابن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو بتایا تھا کہ یہود بہتان گھڑنے والی قوم ہے۔ (۷۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر ملی اس وقت وہ اپنے گھر والوں کے لئے کھجوریں توڑ رہے تھے، انہوں نے جلدی سے کھجوریں

توڑیں اور انہیں اپنے ساتھ لے کر آ گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور اپنے گھر والوں کے پاس واپس چلے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف لائے، عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ حق کے ساتھ آئے ہیں، یہود جانتے ہیں میں ان کا سردار، ان کے سردار کا بیٹا، ان کا سب سے بڑا عالم اور ان کے سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہوں، آپ یہود کو بلا کر پوچھئے، یہودی آئے تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: اللہ سے ڈرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں، اور میں تمہارے پاس حق لے کر آیا ہوں، تم اسلام قبول کرلو، انہوں نے تین بار کہا: ہمیں نہیں معلوم۔(۷۶)

یہودیوں کا روح کے بارے میں سوال

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینے کے ایک کھیت میں نبی ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، آپ نے کھجور کی صاف شاخ کا سہارا لیا ہوا تھا، آپ کا چند یہودیوں کے پاس سے گزر ہوا، انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: ان سے روح کے بارے میں سوال کرو، بعض نے کہا: نہ پوچھو، پھر انہوں نے کہا: محمد! (ﷺ) یہ بتائیں روح کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھڑی کے سہارے پر ٹھہر گئے میں آپ کے پیچھے تھا، میں سمجھنے لگا آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے، تب آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی:

وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (۷۷)

اور وہ لوگ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

ان میں سے کسی نے کہا: ہم نے تم سے کہا تھا کہ ان سے سوال نہ کرو۔(۷۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی، شوال ۱ھ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں؟ ہم ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو سُنح کے مقام میں بنو حارث بن خزرج کے ہاں قیام پذیر ہوئے، ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لائے، کچھ انصاری مرد اور عورتیں بھی جمع ہو گئیں، میرے والدہ میرے پاس آئیں، میں کھجور کے دو درختوں کے درمیان جھولا جھول رہی تھی، مجھے جھلایا جا رہا تھا، میری ماں نے مجھے جھولے سے اتارا،

میرے بال درست کیئے، پانی سے میرا منہ دھلایا اور مجھے لے کر چل پڑیں، دروازے پر پہنچ کر رک گئیں، میری سانس پھول رہی تھی جب میری سانس درست ہوئی مجھے گھر کے اندر لائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں چارپائی پر تشریف فرما تھے، آپ کے پاس انصاری مرد اور عورتیں موجود تھے۔ میری ماں نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بٹھا دیا پھر کہا: یہ آپ کے گھر والے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے لئے اور ان کو آپ کے لئے مبارک فرمائے۔ مرد، عورتیں اٹھ کھڑے ہوئے اور گھر سے باہر چلے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے گھر میں میرے ساتھ شب باشی فرمائی، میرے شادی پر اونٹ ذبح ہوا نہ بکری، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف (کھانے کا) بڑا پیالہ بھیجا جو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت بھیجا کرتے تھے جب آپ اپنی ازواج کے پاس جاتے تھے، اس وقت میں نو سال کی تھی۔ (۷۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد مکہ میں مجھ سے عقد فرمایا، میں اس وقت چھ سال کی تھی اور میری رخصتی مدینے میں ہوئی، میں اس وقت نو سال کی تھی۔ (۸۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: میں نے تجھے دو مرتبہ خواب میں دیکھا، ایک شخص ریشم کے ٹکڑے میں تمہیں لے کر آتا ہے اور کہتا ہے: یہ آپ کی زوجہ ہے، میں اسے کھول کر دیکھتا ہوں اس میں تم ہوتی ہو، میں کہتا ہوں اگر یہ اللہ عز وجل کی جانب سے ہے تو ایسا ہی ہوگا۔ (۸۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا عقد شوال میں ہوا اور شوال ہی میں میری رخصتی ہوئی، آپ کی کون سی زوجہ محترمہ ایسی ہے جو آپ کے ہاں مجھ سے زیادہ نصیب والی ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شوال کے مہینے میں عورتوں کی رخصتی کو پسند فرماتی تھیں۔ (۸۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شادی نو برس کی عمر میں ہوئی، جب آپ ﷺ کا وصال ہوا، میں اٹھارہ برس کی تھی۔ (۸۳)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ہی عائشہ رضی اللہ عنہا کو تیار کرنے والی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لانے والی تھی، میرے ساتھ اور خواتین بھی تھیں، اللہ کی قسم! ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مہمان نوازی کے طور پر صرف دودھ کا پیالہ پایا، رسول اللہ ﷺ نے دودھ نوش فرما کر عائشہ کو دیا، لڑکی شرما گئی تو ہم نے کہا رسول اللہ کے ہاتھ کو واپس نہ کرو، دودھ لے لو،

عائشہ نے شرماتے ہوئے پیالہ لیا اور اس میں سے کچھ پیا، پھر آپ نے فرمایا: اپنی ساتھیوں کو دے دو، ہم نے کہا: ہمیں طلب نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی طلب کے ہوتے ہوئے کہے کہ مجھے طلب نہیں ہے یہ بھی جھوٹ شمار ہوگا؟ آپ نے فرمایا: چھوٹے سے چھوٹا جھوٹ بھی جھوٹ لکھا جاتا ہے۔ (۸۴)

اے اللہ! وباؤں والی اس سرزمین کو برکتوں کا گہوارہ بنادے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہ بخار والی سرزمین تھی، لوگ بخار میں مبتلا ہوگئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے لوگ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والے سے (اجر میں) آدھی ہوتی ہے تو لوگ تکلیف کے باوجود بھی کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے۔ (۸۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے، اللہ تعالیٰ کی یہ زمین سب سے زیادہ بیماریوں کی آماج گاہ تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! مکہ کی طرح یا اس سے زیادہ ہمیں مدینہ محبوب کردے، اسے صحت وتندرستی والا بنادے، ہمارے لئے اس کے مد اور صاع (ناپ تول کے پیمانوں) میں برکت عطا فرما دے اور اس کے بخار کو جُحفہ میں منتقل فرمادے۔ (۸۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے آپ کے صحابہ بیمار پڑ گئے، حضرت ابوبکر، حضرت ابوبکر کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ اور بلال رضی اللہ عنہم بھی بیمار ہوگئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی عیادت کے لئے اجازت طلب کی، آپ نے اجازت مرحمت فرمائی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کی طبیعت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا:

ہر شخص اپنے اہل خانہ میں صبح کرتا ہے، حال آں کہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی قریب تر ہوتی ہے۔

عامر رضی اللہ عنہ سے ان کی صحت کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے یہ شعر کہا:

میں نے موت کا ذائقہ چکھنے سے پہلے اسے پالیا اور بزدل کی موت تو اس کے اوپر سے آ گرتی ہے۔ (وہ بہادرانہ انداز میں نہیں مرتا)

پھر میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے ان کی طبیعت پوچھی تو انہوں نے یہ شعر پڑھا:

ہائے کیا میں ''فج'' میں پھر رات گزار سکوں گا اور میرے ارد گرد اذخر اور جلیل (نامی پودے) ہوں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر ان لوگوں کیفیت بتلائی تو آپ نے آسمان کی جانب دیکھا اور دعا کی: اے اللہ! ہمیں مدینہ، مکہ کی طرح یا اس سے زیادہ محبوب بنا دے، ہمارے لئے اس کے صاع اور مُد میں برکت عطا فرما اور اس کی وبا کو مَهْيَعَۃ کی طرف منتقل فرما دے۔(۸۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے حضرت ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما بیمار پڑ گئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بخار میں کہتے:

ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے حال آں کہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی قریب تر ہوتی ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا بخار جب کم ہوتا تو وہ گنگناتے:

ہائے مجھے کیا معلوم کہ میں کبھی اس وادی میں رات گزار سکوں گا جہاں میرے ارد گرد اذخر اور جلیل (نامی پودے) ہوں گے، کیا میں کبھی ''مجنہ'' کے چشموں پر جا سکوں گا اور شامہ اور طفیل (پہاڑ) میرے سامنے ظاہر ہوں گے۔ اے اللہ! عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف کو رسوا فرما انہوں نے ہمیں مکہ سے نکالا ہے۔(۸۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے، یہ وبا والی سرزمین تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب بخار چڑھتا یہ شعر کہتے تھے:

ہر شخص اپنے اہل خانہ میں صبح کرتا ہے جب کہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی قریب تر ہوتی ہے۔

جب بلال رضی اللہ عنہ بخار میں مبتلا ہوتے تو (یہ شعر) کہتے:

ہائے! میں جان سکتا، کیا اس وادی میں رات گزار سکوں گا جہاں میرے ارد گرد اذخر اور جلیل نامی گھاس ہوگی اور کیا میں کسی دن مجنہ کے چشموں پر اتروں گا اور شامہ اور جلیل (پہاڑ) میرے سامنے ہوں گے۔

اے اللہ! عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف پر لعنت فرما انہوں نے ہمیں مکہ سے نکالا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کو تکلیف میں مبتلا دیکھا تو دعا کی: اے اللہ ہمارے لئے مدینے کو مکے کی طرح یا اس سے زیادہ محبوب کر دے، اے اللہ! اس (کی آب وہوا) کو درست فرما دے، اس کے صاع اور مُد میں ہمارے لئے برکت عطا فرما دے اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل فرما دے۔

حدیث کے راوی حضرت عروہ کہتے ہیں جو بچہ جحفہ میں پیدا ہوتا تھا وہ بلوغت تک پہنچنے سے پہلے پہلے بخار کی گرفت میں آجاتا تھا۔(۸۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے جب ہم حرہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی سیراب زمین کے پاس پہنچے تو رسول اللہ نے وضو کے لئے پانی طلب فرمایا، وضو فرمانے کے بعد آپ قبلہ رو کھڑے ہوئے، تکبیر کہی اور دعا مانگی: اے اللہ! تیرے بندے اور تیرے دوست ابراہیم (علیہ السلام) نے اہل مکہ کے لئے برکت کی دعا مانگی، میں محمد (ﷺ) تیرا بندہ اور تیرا رسول تجھ سے اہل مدینہ کے لئے دعا مانگتا ہوں، تو ان کے مُد اور صاع میں اہل مکہ کو عطا فرمودہ برکت سے دوگنی برکت عطا فرما دے۔(۹۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! مدینہ طیبہ میں مکہ مکرمہ سے دوگنا برکت رکھ دے۔(۹۱)

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا اور اس کے لئے دعا مانگی، میں نے مدینہ کو حرم قرار دیا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرم قرار دیا تھا اور میں نے مدینے کے مُد اور صاع کے لئے ویسی دعا کی ہے جیسے دعا ابراہیم علیہ السلام نے مکے کے لئے کی تھی۔(۹۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایسی بستی کی طرف جانے کا حکم دیا گیا ہے جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی (غلبہ پالے گی) اور برائیوں کو ایسے دور کر دے گی جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل کو دور کرتی ہے۔(۹۳)

حضرت سعد اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! اہل مدینے کے شہر میں برکت عطا فرما، ان کے صاع میں برکت عطا فرما ان کے مُد کو بابرکت بنا دے۔ اے اللہ! ابراہیم (علیہ السلام) تیرے بندے اور خلیل تھے، میں تیرا بندہ اور رسول ہوں، ابراہیم (علیہ السلام) نے تجھ سے اہل مکہ کے لئے دعا مانگی میں تجھ سے اہل مدینہ کے لئے سوال کرتا ہوں تو انہیں اہل مکہ کے لئے ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا کے مطابق اور اتنی ہی اور برکت عطا فرما، مدینہ فرشتوں کے

گھیرے میں ہے، اس کے ہر راستے کی فرشتے حفاظت کر رہے ہیں اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوسکیں گے، جو شخص اس شہر سے برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ایسے گھلا دے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ (۹۴)

حرمِ مدینہ کی حدود

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: کدا، اور اُحد کے درمیان حرم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرم قرار دیا ہے، میں یہاں کا درخت کاٹوں گا نہ یہاں پرندے کا شکار کروں گا۔ (۹۵)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا مدینہ منورہ دوحرّوں کے درمیان حرم ہے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم قرار دیا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے، اور آپ ﷺ نے دعا کی، اے اللہ! مدینے میں دوگنی برکت عطا فرما اور اہل مدینہ کے صاع اور مُد میں ان کے لئے برکت مرحمت فرما۔ (۹۶)

عبداللہ بن عباد الرزقی بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے کنوئیں بیر اہاب میں چڑیوں کا شکار کر رہا تھا حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا میں کئی چڑیائیں پکڑ چکا تھا، انہوں نے میرے ہاتھ سے چڑیائیں چھینیں، انہیں چھوڑ دیا اور فرمایا: بیٹے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے دوحرّوں کے درمیانی علاقے کو حرم قرار دیا ہے، جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا۔ (سو یہاں کا درخت کاٹنا اور شکار کرنا حرام ہے)۔ (۹۷)

حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر بیوت سقیا کے پاس حرہ کے شروع میں نماز پڑھی اور دعا کی: یا اللہ! تیرے خلیل، تیرے بندے اور پیغمبر ابراہیم (علیہ السلام) نے اہل مکہ کے لئے دعا کی، میں محمد (ﷺ) تیرا بندہ، تیرا نبی اور تیرا رسول تجھ سے اہل مدینہ کے لئے ویسی دعا مانگتا ہوں جیسی دعا ابراہیم (علیہ السلام) نے اہل مکہ کے لئے مانگی تھی، ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اہل مدینہ کے صاع اور مُد (ماپ تول کے پیمانوں) اور پھلوں میں برکت عطا فرما۔ بارِالہا! ہمیں مدینہ اسی طرح محبوب کر دے جیسا تو نے ہمارے لئے مکے کو محبوب کیا ہے، مدینے کی وباؤں کو ''خُم'' کی طرف پھیر دے، یا اللہ! میں نے مدینے کے دوحرّوں کے درمیان کو حرم قرار دیا ہے جیسے ابراہیم (علیہ السلام) کی زبانی (مکہ کو) حرم قرار دیا گیا۔ (۹۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے

میری زبان سے مدینے کو دو حرّوں کے درمیان کو حرم قرار دیا ہے، پھر بنو حارثہ آئے، آپ نے ان سے فرمایا: میرا خیال ہے تم حرم کی حدود سے باہر ہو گئے ہو، پھر آپ نے غور فرما کر ارشاد فرمایا: بل کہ تم حرم کی حدود میں ہو، بل کہ تم حرم کی حدود میں ہو۔ (۹۹)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: مدینہ کی مثال بھٹی جیسی ہے ابراہیم (علیہ السلام) نے مکے کو حرم قرار دیا تھا میں مدینے کو حرم قرار دیتا ہوں، مدینہ مکے کی طرح دو حرّوں کے درمیان حرم ہے اور اس کی چراگاہیں بھی، ان میں سے درخت نہ کاٹا جائے الا یہ کہ کوئی شخص اس میں سے جانور چرائے، ان شاء اللہ طاعون اور دجال اس کے قریب نہیں آئیں گے، فرشتے مدینہ کے تمام دروازوں اور سوراخوں سے اس کی حفاظت کریں گے، اور کسی کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ مدینے میں جنگ کے لئے ہتھیار اٹھائے۔ (۱۰۰)

مدینہ طیبہ میں تنگ دستی اور تکالیف پر صبر کا اجر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی مدینہ طیبہ کی تکالیف، بیماریوں اور سختی پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کا شفیع یا (اس کے ایمان کا) گواہ ہوں گا۔ (۱۰۱)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: جو شخص مدینہ طیبہ کی تکالیف، بیماریوں اور شدتوں پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا۔ (۱۰۲)

تحویل قبلہ اور کعبے کی طرف پہلی نماز

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے سولہ ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی پھر بعد میں قبلہ تبدیل کر دیا گیا۔ (۱۰۳)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نے سولہ یا سترہ ماہ (حدیث کے راوی سفیان کو شک ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی، پھر ہم کعبے کی طرف پھر گئے۔ (۱۰۴)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے، آپ سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا صلے فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (۱۰۵)

بے شک ہم آپ کے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں، سو ہم آپ کا رخ ضرور اس قبلے کی طرف پھیر دیں گے جو آپ کو پسند ہے، لہٰذا آپ (نماز میں) مسجد الحرام کی طرف منہ کرلیا کریں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کا رخ مکہ کی طرف کردیا۔(۱۰۶)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے جب (ہجرت فرما کر) مدینے میں تشریف لائے آپ انصار میں اپنے ناناؤں یا ماموؤں میں قیام پذیر ہوئے، اور سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی، آپ کو یہ بات پسند تھی کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ ہو، آپ نے سب سے پہلی نماز جو بیت اللہ کی طرف پڑھی وہ نماز عصر تھی، آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت نے بھی یہ نماز پڑھی، آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والوں میں سے ایک صاحب ایک مسجد میں نماز ادا کرنے والوں کے پاس سے گزرے وہ اس وقت رکوع میں تھے، انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھی ہے، وہ لوگ اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف گھوم گئے، یہود و اہل کتاب کو آپ کا بیت المقدس کی طرف نماز ادا کرنا پسند تھا، پھر جب آپ نے بیت اللہ کی طرف چہرہ پھیرلیا تو انہیں یہ چیز ناگوار گزری۔(۱۰۷)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی، پھر کعبے کی طرف نماز پڑھنے لگے، آپ کو کعبے کی طرف نماز پڑھنا پسند تھا، سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا صلے فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (۱۰۸)

ایک صحابی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (کعبہ رخ ہوکر) عصر کی نماز پڑھی تھی، انصار کے لوگوں کے پاس سے گزرے جو بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہے تھے اور رکوع کی حالت میں تھے، اس صحابی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ کی طرف رخ کر کے عصر کی نماز پڑھی ہے، وہ لوگ نماز میں رکوع کی حالت میں کعبے کی طرف پھر گئے۔(۱۰۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، لوگ مسجد قبا میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آنے والے نے آ کر کہا: رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا ہے اور ہمیں کعبے کی طرف رخ کرنے کا حکم ملا ہے، وہ حضرات نماز کے دوران گھوم گئے اور اپنا رخ کعبے کی طرف کر لیا۔ (۱۱۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، لوگ مسجد قبا میں فجر کی نماز میں تھے کہ ایک آنے والے نے آ کر کہا: آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا ہے اور آپ کو کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ان لوگوں کا رخ شام کی طرف تھا وہ گھوم گئے اور کعبہ کی طرف رخ کر لیا۔ (۱۱۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۖ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (۱۱۲)

ایک صاحب بنوسلمہ کے ہاں سے گزرے وہ ایک رکعت پڑھ چکے تھے اور دوسری رکعت کے رکوع میں تھے، انہوں نے پکار کر کہا: سنو! قبلہ بدل گیا ہے، قبلہ کعبہ کی طرف تبدیل ہو گیا ہے، وہ لوگ اسی حالت میں قبلہ کی طرف گھوم گئے۔ (۱۱۳)

تحویل قبلہ سے قبل فوت ہونے والے صحابہ کی نمازیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب تحویل قبلہ ہوئی لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہمارے وہ ساتھی جو بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے رہے اور تحویل قبلہ سے قبل فوت ہو گئے، ان کی نمازوں کا کیا ہوا؟ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ (۱۱۴)

اور اللہ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب تحویل قبلہ ہوئی، کہا گیا: یا رسول اللہ! ان لوگوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو تحویل قبلہ سے قبل بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے ہوئے فوت ہوئے، اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ (۱۱۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ کعبہ کی طرف

پھیر دیا گیا لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے ان بھائیوں (کی نمازوں) کا کیا ہوگا جو اس سے پہلے فوت ہوگئے اور وہ بیت المقدس کی طرف (رخ کر کے) نماز پڑھتے رہے؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ (۱۱۶)

پہلی مسلم شماری

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے مسلمانوں کی تعداد گن کر بتاؤ، ہم نے عرض کی یارسول اللہ! کیا آپ کو ہمارے متعلق خطرہ ہے جب کہ ہم تو چھ سات سو کے درمیان ہیں، آپ نے فرمایا: تم نہیں جانتے، شاید کہ تمہیں آزمائش میں ڈالا جائے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا چناں چہ ہمیں آزمائش میں ڈالا گیا یہاں تک کہ ہم میں سے ہر شخص چھپ کر نماز پڑھتا تھا۔(۱۱۷)

رات کے وقت مسلمانوں کے امور میں مشورے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تبادلہ خیالات فرماتے اور مسلمانوں کے کسی معاملے میں گفتگو کرتے تھے، میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا۔(۱۱۸)

کاش میرا کوئی نیک ساتھی رات کو میری نگہ بانی کرتا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ایک رات جاگ رہے تھے میں آپ کے پاس تھی، میں نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا بات ہے آپ کیوں جاگ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کاش میرا کوئی نیک صحابی آج رات میری حفاظت اور نگہ بانی کرتا، ہم اسی حالت میں تھے کہ ہم نے ہتھیار کی آواز سنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کون ہے؟ وہ بولے میں سعد بن مالک ہوں، آپ نے دریافت کیا: کس لئے آئے ہو؟ کہا: یارسول اللہ! میں آپ کی نگہ بانی اور حفاظت کے لئے آیا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی۔(۱۱۹)

روزوں کی فرضیت۔رمضان ۲ھ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، روزوں پر تین مختلف حالات گزرے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں تشریف لائے، آپ ہر مہینے میں تین دن کے

روزے رکھتے تھے (اس حدیث کے ایک راوی یزید کہتے ہیں آپ ﷺ ربیع الاول اھ سے رمضان ۲ھ تک ہر مہینے میں تین روزے رکھتے رہے) اور عاشورا کا روزہ، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر روزے فرض کر دیئے اور یہ حکم نازل فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ O اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَ عَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ (۱۲۰)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ گنتی کے چند روز تک، پھر اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں میں تعداد پوری کرے، اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں (مگر روزہ نہ رکھیں) تو اس کے بدلے میں ایک محتاج کو کھانا کھلانا ہے۔

وہ شخص چاہتا روزہ رکھتا اور جو شخص چاہتا مسکین کو کھانا کھلا دیتا، یہ اس کے لئے روزے کے بدلے میں کافی ہوتا، پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت نازل فرمائی:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ (۱۲۱)

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے، (اور جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں، اور (جو حق و باطل میں) فرق کرنے والا ہے، سو تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو پائے، اسے چاہئے کہ وہ اس کے روزے رکھے۔

اب تندرست مقیم کے لئے روزے ضروری ہو گئے (روزوں کے بدلے فدیے میں مسکین کو کھانا کھلا دینے کی اجازت منسوخ ہو گئی) مسافر اور مریض کو رخصت عطا کر دی گئی (کہ وہ بعد میں روزوں کی قضا کر لیں) اور ایسے عمر رسیدہ شخص کے لئے جو روزے رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا (روزے کے بدلے میں) کھانا کھلانے کی اجازت برقرار رہی، یہ روزے کے دو حالات ہوئے۔

لوگ سونے سے پہلے پہلے کھا پی سکتے اور بیویوں سے مباشرت کر سکتے تھے، اگر سو جاتے تو یہ چیزیں ممنوع ہو تیں، پھر انصار کے صرمہ نام کے ایک صاحب روزے میں سارا دن شام تک کام کاج کر کے تھکے ہارے گھر میں آئے، عشاء کی نماز پڑھی اور کچھ کھائے پئے بغیر سو گئے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور انہوں نے (اسی حالت میں) روزہ رکھ لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سخت نڈھال اور ماندہ دیکھ کر

پوچھا: تم اس قدر نڈھال اور تھکے ماندے کیوں ہو؟ اس نے کہا: یارسول اللہ! میں نے کل سارا دن کام کیا، جب واپس آیا میں نے خود کو (بستر پر) گرادیا، مجھے نیند آ گئی اور میں نے روزے کی حالت میں صبح کی۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان میں سونے کے بعد اپنی بیوی یا باندی سے مباشرت کر لی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا، تب اللہ عزوجل نے یہ حکم نازل فرمایا:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ ط هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ج فَالْئٰنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ص وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ص ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ (۱۲۲)

روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے، وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو، اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے آپ سے خیانت کرتے تھے، سو اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا، اور تم سے درگزر کی، پس تم (رات میں) ان سے ہم بستر ہو لیا کرو اور اللہ نے تمہارے لئے جو کچھ مقدر کر دیا ہے اس کو حاصل کرو اور جب تک صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے ممتاز نہ ہو اس وقت تک (صبح صادق تک) کھا پی لیا کرو، پھر تم رات تک روزہ پورا کرو۔ (۱۲۳)

رمضان کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو خوش خبری دیتے ہوئے فرمایا: تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آیا ہے، برکت والا مہینہ، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس مہینے کے روزے فرض کر دیئے ہیں، رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اس مہینے میں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں، اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، جو شخص اس مہینے کی خیر و برکت سے محروم رہا وہ محروم ہے۔ (۱۲۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہ خدا! مسلمانوں پر کوئی مہینہ رمضان سے بہتر نہیں آتا، اور منافقوں کے لئے کوئی مہینہ رمضان سے برا نہیں آتا، اس لئے کہ مومن اس ماہ میں عبادت کے لئے قوت مہیا کرتے ہیں اور منافق لوگوں کے عیوب اور کوتاہیوں

کو تلاش کرتے ہیں، یہ مہینہ اہلِ ایمان کے لئے غنیمت ہے جس پر گنہ گار رشک کرتے ہیں۔(۱۲۵)

روزوں کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک کی خوش بو سے پاکیزہ تر ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل اسی کے لئے ہے (اسے اس کی جزا ملے گی) روزہ صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، وہ میرے لئے اپنا کھانا پینا چھوڑتا ہے، سو اس کے روزے میرے لئے ہیں اور میں ہی اس کی جزا مرحمت فرماؤں گا (یا خود میں اس کی جزا ہوں اسے میرا قرب نصیب ہوگا) ہر نیکی کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک ہے، سوائے روزے کے وہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا۔(۱۲۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ (گناہوں سے بچانے والی) ڈھال ہے، جب تم میں کوئی کسی دن روزے سے ہو تو بدزبانی جہالت کی باتیں نہ کرے، اگر کوئی شخص اس سے جھگڑا کرے یا گالی گلوچ کرے وہ کہہ دے میں روزے سے ہوں، میں روزے سے ہوں۔(۱۲۷)

صومِ وصال کی ممانعت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں صومِ وصال (بغیر افطار اور سحری کے مسلسل روزے) رکھے، صحابہ کرام بھی صومِ وصال رکھنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع فرمایا، عرض کیا گیا: آپ بھی تو صومِ وصال رکھتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے جیسا نہیں ہوں مجھے (رب تعالیٰ کی طرف سے) کھلایا پلایا جاتا ہے۔(۱۲۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صومِ وصال رکھے، آپ نے صحابہ کو صومِ وصال سے منع کر دیا اور فرمایا: میں تمہاری مثل نہیں ہوں، میں اپنے رب کی رحمت کے زیرِ سایہ ہوتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔(۱۲۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وصال کے روزے نہ رکھو، صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ تو صومِ وصال رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا: اس معاملے میں، میں تمہاری مانند نہیں ہوں، میں اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے، اتنا عمل کرو

جس کی تمہیں طاقت ہو۔ (۱۳۰)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صومِ وصال نہ رکھو، صحابہ کرام نے کہا: یا رسول اللہ! آپ تو صومِ وصال رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا: میں تمہاری مثل نہیں ہوں میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ مجھے (اپنے رب عز وجل کی طرف سے) کھلایا پلایا جاتا ہے۔ (۱۳۱)

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صومِ وصال سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: جو شخص ضرور ایسا کرنا چاہتا ہو وہ سحری سے سحری تک روزہ رکھ لے، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ بھی صومِ وصال رکھتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا: میں تمہاری طرح نہیں ہوں، میں اس حالت میں رات گزارتا ہوں کہ کھلانے والا (رب) مجھے کھلاتا اور پلانے والا مجھے پلاتا ہے۔ (۱۳۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (رمضان کے) مہینے کے آخر میں صوم وصال رکھے، بعض لوگوں نے بھی صومِ وصال شروع کر دیئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو آپ نے فرمایا: اگر مہینہ ہمارے لئے دراز کر دیا جاتا تو میں برابر صومِ وصال رکھتا کہ تعمق والے اپنے تعمق (گہرائی تک رسائی) کو چھوڑ دیتے، میں تمہاری مثل نہیں ہوں، میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (۱۳۳)

افطار میں تعجیل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے میرے محبوب ترین بندے وہ ہیں جو افطار میں جلدی کرتے ہیں۔ (۱۳۴)

رویت ہلال کا اعتبار

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم (رمضان کا) چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب (شوال کا) چاند دیکھو تو روزہ رکھنا بند کر دو، اگر بادل چھا رہے ہوں (چاند نظر نہ آئے) تو مدت پوری کرلو (مہینے کے تیس دن پورے کرلو)۔ (۱۳۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزے رکھنا بند کرو، اگر بادلوں کی وجہ سے تمہیں چاند نظر نہ آئے تو تیس دن روزے رکھو۔ (۱۳۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ان کے چچاؤں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چاند دیکھنے کی گواہی دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو افطار کرنے کا حکم دیا اور دوسری صبح کو نماز عید کے لئے نکلنے کا ارشاد فرمایا۔ (۱۳۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں، لوگوں نے تیسواں روزہ رکھ لیا، دو بدویوں نے آکر شہادت دی کہ انہوں نے گزشتہ شام کو چاند دیکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو افطار کا حکم دیا۔ (۱۳۸)

ابوعمیر بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک انصاری صحابی نے جو میرے چچا تھے مجھے بتایا کہ بادلوں کی وجہ سے ہمیں شوال کا چاند نظر نہ آیا، ہم نے روزہ رکھ لیا، دن کے آخر میں چند سوار آئے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گزشتہ رات کو چاند دیکھنے کی گواہی دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس دن کا روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور دوسری صبح عید کے لئے نکلنے کا ارشاد فرمایا۔ (۱۳۹)

صدقۂ فطر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد، عورت آزاد اور غلام پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقۂ فطر فرض (واجب) قرار دیا، لوگوں نے بعد میں نصف صاع گندم و اس کے برابر قرار دیا۔ (۱۴۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چھوٹے، بڑے، آزاد اور غلام پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقۂ فطر فرض قرار دیا۔ (۱۴۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد، غلام، مرد، عورت ہر مسلمان پر رمضان میں ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقۂ فطر فرض فرما دیا۔ (۱۴۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز عید کے لئے نکلنے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم دیا۔ (۱۴۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ (فطر) اس۔ اس طرح اور نصف صاع گندم فرض فرمایا ہے۔ (۱۴۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رمضان کے آخر میں لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: بصرہ

والو! اپنے روزوں کی زکوۃ ادا کرو، لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہاں اہل مدینہ میں سے کون کون ہے؟ اٹھو اپنے بھائیوں کو بتاؤ، یہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا صدقہ ہر غلام، آزاد، مرد اور عورت پر فرض کیا ہے، آدھا صاع گندم، ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور۔ (۱۴۵)

عیدین

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت فرما کر) مدینہ طیبہ میں تشریف لائے، دورِ جاہلیت میں انصار کے دو دن مقرر تھے جن میں وہ کھیل تماشا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو دنوں کو دو بہترین دنوں سے بدل دیا ہے، عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ (۱۴۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے، اہل مدینہ کے دو دن ایسے تھے جس میں وہ کھیل تماشا کرتے تھے، آپ نے فرمایا: میں تمہارے پاس آیا تو تمہارے کھیل تماشے کے دو دن مقرر تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو دنوں کو ان دنوں سے بہتر دو دنوں سے بدل دیا ہے، عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ (۱۴۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے، یہاں کے باشندوں کے دو دن ایسے مقرر تھے جن میں وہ کھیل تماشا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کیسے دن ہیں؟ وہ عرض گزار ہوئے ہم دورِ جاہلیت میں ان ایام میں کھیل تماشا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو دنوں کو دو بہترین دنوں میں بدل دیا ہے، فطر کا دن اور قربانی کا دن۔ (۱۴۸)

عیدین کے معمولات

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن ایک ایک کر کے چند کھجوریں تناول فرماتے پھر باہر (نماز عید کے لئے) تشریف لاتے تھے۔ (۱۴۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید (الفطر) سے پہلے چند تازہ کھجوریں تناول فرمایا کرتے تھے، اگر تازہ کھجوریں میسر نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوریں تناول فرماتے، اگر کھجوریں نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی نوش فرمایا کرتے تھے۔ (۱۵۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن کبھی بھی کھجوریں تناول فرمائے بغیر عیدگاہ کی طرف نہیں نکلے، خود حضرت انس رضی اللہ عنہ نمازِ عید کے لئے نکلنے سے پہلے تین، پانچ یا اس سے زائد طاق تعداد میں کھجوریں کھا کر نکلتے تھے۔(۱۵۱)

حضرت بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن کچھ تناول فرما کر باہر تشریف لاتے، عید الاضحیٰ کے دن واپس آ کر تناول فرماتے تھے۔(۱۵۲)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن صبح کچھ تناول فرما لیتے تھے اور قربانی کے دن (عیدگاہ سے) واپس آ کر اپنی قربانی کے گوشت سے تناول فرماتے تھے، اس سے پہلے کچھ نہ کھاتے۔(۱۵۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن نماز کے لئے آپ کے حکم سے برچھی (چھوٹا نیزہ) آپ کے سامنے (بہ طور سُترہ) رکھ دی جاتی، آپ اس کی طرف نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے ہوتے، سفر میں بھی آپ اسی طرح کرتے تھے، آپ کے اسی عمل سے حکمران کے آگے برچھی لے کر چلتے ہیں۔(۱۵۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن (خادم) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عنزہ (چھوٹا نیزہ) لے کر نکلتے، تاکہ اسے (بہ طور سترہ) آپ کے سامنے گاڑ دیا جائے اور آپ اس کی طرف نماز پڑھیں۔(۱۵۵)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے روز باہر تشریف لاتے اور دو رکعت نمازِ عید پڑھاتے تھے۔(۱۵۶)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن خطبے سے پہلے نماز (عید) ادا کرتے پھر خطبہ ارشاد فرماتے، خطبے ہی میں آپ کسی سریئے یا کسی مہم میں جانے کا حکم فرماتے تھے۔(۱۵۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان اور اقامت کے بغیر نمازِ عید پڑھائی۔(۱۵۸)

صدقہ کرنے کی ترغیب

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن

باہر تشریف لاتے، لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھاتے، پھر سلام پھیر کر کھڑے ہوتے، لوگوں کی طرف چہرۂ انور پھیرتے لوگ بیٹھے ہوتے، آپ تین بار ان کو صدقہ کرنے کا حکم فرماتے، اکثر خواتین بالیاں، انگوٹھیاں اور دوسری چیزیں صدقہ کرتیں، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں سریہ روانہ کرنا ہوتا اس کا تذکرہ فرماتے ورنہ واپس تشریف لے جاتے تھے۔ (۱۵۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے روز بغیر اذان اور اقامت کے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی، نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا، پھر بلال رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر خواتین کی طرف تشریف لے گئے، انہیں خطبہ دیا، واپس آ کر بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ خواتین کے پاس جا کر انہیں صدقہ کرنے کا کہیں۔ (۱۶۰)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن پہلے نمازِ عید پڑھائی، پھر خطبہ ارشاد فرمایا، جب آپ خطبے سے فارغ ہوئے، منبر سے نیچے اترے، خواتین کے پاس تشریف لے گئے ان کو نصیحت فرمائی، آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا سہارا لیا ہوا تھا، بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلایا ہوا تھا، اس میں خواتین صدقے کی چیزیں ڈال رہی تھیں، عورتیں اپنی انگوٹھیاں ڈال رہی تھیں۔ (۱۶۱)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر اذان اور اقامت کے عیدین کی نماز پڑھائی، پھر خطبہ ارشاد فرمایا، پھر منبر سے اتر کر خواتین کی طرف تشریف لے گئے، آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی نہ تھا، آپ نے خواتین کو صدقہ کرنے کا حکم دیا، خواتین بلال رضی اللہ عنہ کی طرف اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں ڈال رہی تھیں۔ (۱۶۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین میں خطبے سے پہلے بغیر اذان اور اقامت کے نماز پڑھائی، پھر آپ نے کمان کا سہارا لے کر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا، بعد ازاں آپ عورتوں کے پاس تشریف لائے، انہیں وعظ و نصیحت فرمائی اور صدقہ کرنے کی ترغیب دی، خواتین اپنی بالیاں، انگوٹھیاں اور زیورات بلال رضی اللہ عنہ کی طرف ڈالنے لگیں، آپ نے نمازِ عید سے پہلے یا بعد میں نماز (نفل) نہیں پڑھی۔ (۱۶۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے سے پہلے نماز پڑھائی، پھر آپ نے خطبہ دیا، آپ کو خیال ہوا کہ خواتین نہیں سن پائیں، آپ خواتین کے پاس تشریف لائے، بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلایا ہوا تھا، آپ نے انہیں وعظ و نصیحت

فرمائی اور صدقہ کرنے کا حکم دیا، خواتین اس میں اپنی بالیاں اور ہار ڈالنے لگیں۔ (۱۶۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں عید کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں حاضر ہوا، آپ نے خطبے سے پہلے اذان اور اقامت کے بغیر نماز پڑھی، نماز کے بعد آپ بلال رضی اللہ عنہ کا سہارا لے کر کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی، لوگوں کو وعظ ونصیحت فرمائی، انہیں اللہ تعالیٰ کی طاعت کی ترغیب دی، پھر آپ خواتین کے پاس تشریف لائے، بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے، خواتین کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا، وعظ ونصیحت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی طاعت کی ترغیب دی، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: صدقہ کرو، تمہاری اکثریت جہنم کا ایندھن ہوتی ہے، زیریں حصہ سے ایک سیاہ رخساروں (یا پچکے ہوئے گالوں) والی ایک خاتون نے دریافت کیا یارسول اللہ! ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا: اس لئے کہ تم بکثرت شکوہ شکایت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو، خواتین (یہ سن کر) اپنے زیورات، گلے کے ہار، بالیاں اور انگوٹھیاں بہ طور صدقہ بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔ (۱۶۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پسند تھا کہ عید کے دن آپ کے اہل وعیال بھی نماز عید کے لئے باہر نکلیں، ہم نماز عید کے لئے نکلے، آپ نے بغیر اذان اور اقامت کے نماز پڑھائی، پھر لوگوں کو خطبہ دیا، پھر عورتوں کی طرف تشریف لائے، انہیں وعظ ونصیحت فرمائی اور صدقہ کرنے کا ارشاد فرمایا، میں نے دیکھا عورتیں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں بہ طور صدقہ بلال رضی اللہ عنہ کو دے رہی تھیں۔ (۱۶۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں عید الفطر یا عید الاضحیٰ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلا، آپ نے نماز پڑھانے کے بعد خطبہ دیا پھر عورتوں کے پاس تشریف لائے، انہیں وعظ ونصیحت فرمائی اور صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ (۱۶۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عید میں شریک ہوئے؟ انہوں نے کہا: ہاں، اگر میری آپ کے ساتھ قرابت نہ ہوتی تو بچپن کی وجہ سے میں شریک نہ ہوتا، آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی پھر خطبہ ارشاد فرمایا: پھر کثیر بن الصلت رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس جھنڈے کے قریب تشریف لائے، خواتین کو وعظ ونصیحت کی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا، خواتین اپنے کانوں اور گلوں کی طرف ہاتھ لے گئیں اور (بالیاں اور ہار) بہ طور صدقہ بلال رضی اللہ عنہ کے حوالے کرنے لگیں۔ (۱۶۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے عید کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

دیکھا آپ نے عید کی نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا، آپ کو خیال آیا کہ خواتین نے آپ کا خطبہ نہیں سنا، آپ خواتین کے پاس تشریف لائے، انہیں وعظ ونصیحت فرمائی اور فرمایا: صدقہ کرو، عورتیں انگوٹھیاں، بالیاں اور دوسری چیزیں ڈالنے لگیں، آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انہوں نے یہ چیزیں کپڑے میں جمع کیں اور آپ واپس تشریف لے گئے۔(۱۶۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید الفطر کی نماز پڑھی ہے، سب حضرات پہلے نماز پڑھاتے، پھر خطبہ دیتے تھے، وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور آپ لوگوں کو ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کا فرمارہے تھے، پھر ان کے درمیان سے راستہ بناتے ہوئے عورتوں کے پاس تشریف لائے، بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے، آپ نے آیت کریمہ یایھا النبی اذا جاء ك المؤمنات یبایعنك الخ تلاوت کی، پھر خواتین سے دریافت فرمایا: کیا تم اس عہد پر قائم ہو؟ ان میں سے صرف ایک خاتون نے جواب دیا، جی ہاں، اے اللہ کے نبی، آپ نے فرمایا: صدقہ کرو، بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا دیا، اور کہا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں یہاں لاؤ، خواتین اپنی انگوٹھیاں چھلے وغیرہ بلال کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔(۱۷۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحب زادیوں اور ازواج مطہرات کو عیدین میں نماز عید کے لئے باہر نکلنے کا حکم فرماتے تھے۔(۱۷۱)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں (نماز عید کے لئے) باہر تشریف لاتے اور آپ کے گھر والے بھی باہر آتے تھے۔(۱۷۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، عید کے دن (نماز عید کے لئے) نوجوان پردہ نشین لڑکیاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے باہر آیا کرتی تھیں۔(۱۷۳)

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے عید کے دن دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں کھڑے تھے اور گزرنے والے لوگوں کو ملاحظہ فرمارہے تھے۔(۱۷۴)

خوشی کا اظہار

حضرت عامر بن قیس بن سعد رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں موجود ہر چیز کو میں نے دیکھا ہے لیکن ایک چیز نظر نہیں آتی، عید الفطر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے تفریح کے لئے تماشہ کیا جاتا تھا (جواب نہیں ہوتا)۔(۱۷۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عید کے دن حبشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھیل تماشا کررہے تھے، میں نے آپ کی گردن مبارک کے اوپر سے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے اپنے شانے جھکا دیئے، میں آپ کی گردن کے اوپر سے اس وقت تک یہ تماشا دیکھتی رہی، جب تک میرا جی نہیں بھر گیا، پھر میں پلٹ گئی۔(۱۷۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، حبشی عید کے دن کھیل تماشا کررہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا، میں آپ کی گردن کے اوپر سے انہیں دیکھنے لگی، اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو (کچھ نہ کہو) ہر قوم کی عید کا دن ہے یہ ہماری عید ہے۔(۱۷۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہیں اور حبشی نیزوں سے کھیل رہے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی چادر سے چھپایا ہوا ہے، تا کہ میں آپ کے کان اور گردن کے درمیان سے ان کا کھیل دیکھوں، آپ میری خاطر اتنی دیر کھڑے رہے کہ خود میں پلٹ آئی، اندازہ کرو کہ کم سن، کھیل تماشے کی شوقین لڑکی کتنی دیر کھڑی دیکھتی رہی ہوگی۔(۱۷۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھا، حبشی نیزوں سے کھیل رہے تھے، آپ نے مجھے اپنی چادر سے چھپایا ہوا تھا، تا کہ میں ان کا کھیل دیکھوں، آپ برابر کھڑے رہے یہاں تک کہ میں خود ہی پلٹ آئی۔(۱۷۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے ہاں آئے، عید الفطر یا عید الاضحیٰ کا دن تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف فرما تھے، دو بچیاں دَف بجا رہی تھیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں اسی طرح رہنے دو، ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج کے دن ہماری عید ہے۔(۱۸۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے ہاں آئے، میرے پاس، دو بچیاں اپنا اپنا دَف بجا رہی تھیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑکا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو (کچھ نہ کہو) ہر قوم کی عید ہوتی ہے (یہ ہماری عید کا دن ہے)۔(۱۸۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عید کے دن ہمارے ہاں

آئے، ہمارے پاس دو لڑکیاں جنگ بعاث کے متعلق گیت گا رہی تھیں جس میں اوس و خزرج کے سرداروں کے قتل کا تذکرہ تھا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تین بار کہا: اللہ کے بندو! شیطانی گیت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر! ہر قوم کی عید ہے اور آج ہماری عید کا دن ہے۔ (۱۸۲)

قربانی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں عید الاضحیٰ کے دن اونٹ کی قربانی کرتے، یا کسی دوسرے جانور کو ذبح کرتے تھے۔ (۱۸۳)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ اور گائے کی سات لوگوں کی طرف سے قربانی کی۔ (۱۸۴)

حضرت امّ المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا ارادہ رکھنے والے کو ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں اپنے ناخن تراشنے اور بال کاٹنے سے منع فرمایا۔ (۱۸۵)

قربانی کرنے کا وقت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید قرباں کے دن ہمیں مدینہ طیبہ میں نماز پڑھائی، بعض لوگوں نے یہ سمجھ کر کہ نبی ﷺ نے قربانی کر لی ہے، قربانیاں کر لیں، آپ نے حکم فرمایا، جن لوگوں نے آپ سے پہلے قربانی کے جانور ذبح کر لئے ہیں وہ دوسرے جانور کی قربانی دیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی سے پہلے قربانی نہ کریں۔ (۱۸۶)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب نے نبی ﷺ کے نماز عید پڑھنے سے پہلے آٹھ نو ماہ کا بکری کا بچہ ذبح کر لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے بعد کسی کی طرف سے (اس عمر کے بکری کے بچے کی قربانی) جائز نہیں ہوگی، اور آپ نے نماز سے پہلے جانور ذبح کرنے کی ممانعت فرما دی۔ (۱۸۷)

حضرت عویمر بن اشقر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صبح کرنے سے پہلے قربانی کر لی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی آپ کو بتایا گیا، آپ نے عویمر رضی اللہ عنہ کو دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا۔ (۱۸۸)

حضرت جندب بن سفیان البجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید الاضحیٰ کے دن نمازِ عید پڑھی، واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت اور ذبح شدہ

جانور ملاحظہ فرمائے تو آپ نے جان لیا کہ انہیں نماز عید سے پہلے ذبح کیا گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہمارے نماز پڑھنے سے پہلے ذبح کیا ہے وہ اس کے بدلے میں دوسرا جانور ذبح کرے، اور جس نے ہمارے نماز پڑھنے سے پہلے قربانی نہیں کی وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔ (۱۸۹)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے اپنی گوشت والی بکری جلدی ذبح کر لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا نماز (عید) سے پہلے؟ انہوں نے کہا: ہاں، آپ نے فرمایا: وہ گوشت کی بکری ہے (قربانی کی نہیں) وہ عرض گزار ہوئے ہمارے پاس آٹھ نو ماہ کا بکری کا بچہ ہے جو مجھے سال بھر کے جانور سے زیادہ پسند ہے (کیا اس کی قربانی کرلوں؟) آپ نے فرمایا: یہ تمہاری طرف سے کافی ہوگا، تمہارے بعد کسی کے لئے جائز نہیں ہوگا۔ (۱۹۰)

حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ عید میں شریک ہوا، میری بیوی نے میرے نماز کے لئے جانے کے بعد میری مرضی کے بغیر قربانی کے جانور کو ذبح کر کے کھانا بنالیا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر گھر واپس آیا تو میری بیوی کھانا لے کر آئی، میں نے کہا یہ کہاں سے آیا؟ اس نے جواب دیا ہم نے تمہارا قربانی کا جانور ذبح کر کے کھانا بنالیا تاکہ تم واپس آکر کھانا کھاؤ، میں نے اس سے کہا: اللہ کی قسم! مجھے ڈر ہے کہیں یہ نامناسب بات نہ ہو، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ماجرا سنایا، آپ نے فرمایا: یہ قربانی نہیں، جس نے ہمارے قربانی کرنے سے پہلے قربانی کی وہ دوبارہ قربانی کرے، میں نے بکریوں میں ایک سال کی بکری تلاش کی مجھے نہ ملی، میں نے واپس آکر کہا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم مجھے ایک سال کی بکری نہیں ملی، آپ نے فرمایا: آٹھ نو ماہ کا بکری کا بچہ لے کر اسے ذبح کردو۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آٹھ نو ماہ کے بکری کے بچے کی قربانی کی رخصت مرحمت فرمائی تھی کیوں کہ مجھے ایک سالہ بکری نہیں ملی تھی۔ (۱۹۱)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اس دن کی ابتدا ہم نمازِ عید سے کریں گے پھر واپس جا کر قربانی کریں گے، جس نے ایسا کیا اس نے ہمارے طریقے کو پالیا اور جس نے اس سے پہلے جانور ذبح کرلیا وہ (قربانی نہیں) صرف گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کو مہیا کردیا ہے، میرے ماموں ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! میں نے نمازِ عید سے پہلے جانور ذبح کرلیا ہے، میرے پاس سال بھر کے جانور سے عمدہ آٹھ ماہ کا بکری کا بچہ ہے (کیا میں اسے ذبح کرلوں؟) آپ نے فرمایا: تم اس کے بدلے اسے ذبح کرلو، تمہارے

علاوہ کسی کے لئے بھی ایسا کرنا جائز نہ ہوگا۔ (۱۹۲)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے لوگوں کو سلام کیا پھر فرمایا اس دن میں تمہاری پہلی عبادت نماز ہے، پھر آگے بڑھے دو رکعت نماز پڑھا کر سلام پھیرا، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، آپ کو کمان یا عصا پیش کیا گیا، آپ نے اس کا سہارا کرلیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی، امر و نہی فرمائی اور ارشاد فرمایا: تم میں سے جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کیا ہے وہ گوشت ہے جسے اس نے اپنے اہل وعیال کو کھلایا ہے، قربانی تو نماز کے بعد ہے۔ میرے ماموں ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! میں نے اپنی بکری جلدی ذبح کر دی تاکہ ہم نماز عید سے واپس آکر تیار شدہ کھانا کھالیں، اللہ کے رسول! میرے پاس بکری کا سال سے کم کا بچہ ہے جو میرے ذبح کردہ جانور سے زیادہ فربہ ہے، اگر میں اس کو ذبح کر دوں تو میرے لئے کفایت کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں لیکن تمہارے علاوہ کسی کے لئے درست نہیں ہوگا۔

پھر آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا، بلال رضی اللہ عنہ آپ کے آگے چلے آپ خواتین کے پاس آئے انہیں صدقہ کرنے کا کہا، ارشاد فرمایا: صدقہ تمہارے لئے بہتر ہے، میں نے اس دن سے زیادہ کسی اور دن اتری ہوئی پازیبیں، ہار اور بالیاں نہیں دیکھیں۔ (۱۹۳)

رسول اللہ ﷺ کی اپنی، اپنے اہل بیت اور امت کی طرف سے قربانی

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی، واپسی پر آپ کے پاس مینڈھا لایا گیا، آپ نے اسے ذبح کیا اور کہا ''بسم اللہ، واللہ اکبر، اے اللہ! یہ میری طرف سے اور میری امت کے اس شخص کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی''۔ (۱۹۴)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں عید گاہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں حاضر ہوا، جب آپ خطبہ ارشاد فرما کر منبر سے اترے آپ کے پاس مینڈھا لایا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دست مبارک سے ذبح فرمایا اور فرمایا: بسم اللہ و باللہ (دوسری روایت میں بسم اللہ واللہ اکبر کے الفاظ ہیں) اے اللہ! یہ میری طرف سے اور میری امت کے اس شخص کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔ (۱۹۵)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن دو مینڈھے ذبح فرمائے ان کو قبلہ رو لٹا کر کہا:

انی وجهت وجهی للذی فطر السموٰات و الارض حنیفاً مسلماً وَ ما انا من المشرکین ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العالمین لا شریك له و بذٰلك امرت و انا اول المسلمین، بسم الله الله اکبر

اے اللہ! یہ آپ کی توفیق سے اور آپ کے لئے محمد (ﷺ) اور اس کی امت کی طرف سے ہے۔(۱۹۶)

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سیاہی مائل سفید خصی مینڈھے قربان کئے، پھر فرمایا ان میں سے ایک اس شخص کی طرف سے ہے، جو اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتا ہو اور دوسرا میرے اور میرے اہل خانہ کی طرف سے ہے۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف سے قربانی کی کفایت فرمائی۔(۱۹۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والے ایسے مینڈھے کو لانے کا حکم فرمایا جو سیاہی میں چلتا تھا، سیاہی میں دیکھتا اور سیاہی میں بیٹھتا تھا (مکمل طور پر کالا تھا) اسے قربانی کے لئے لایا گیا پھر آپ نے مجھ سے فرمایا، عائشہ! مجھے چھری دینا، پھر فرمایا: اسے پتھر پر تیز کرلو، میں نے اسے تیز کر دیا تو آپ نے چھری لی، مینڈھے کو پکڑ کر لٹایا اور کہا: اللہ کے نام سے، اے اللہ! اسے محمد (ﷺ) آلِ محمد (ﷺ) اور امت محمد (ﷺ) کی طرف سے قبول فرما، پھر اسے قربان فرما دیا۔(۱۹۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کرتے دو سینگوں والے، قد آور، موٹے تازے خصی سیاہی مائل مینڈھے خریدتے، ان میں سے ایک کو آپ اپنی امت کے اس شخص کی طرف سے ذبح کرتے جس نے اللہ کی وحدانیت اور آپ کی تبلیغ رسالت کی گواہی دی، اور دوسرا محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) کی طرف سے ذبح کرتے تھے۔(۱۹۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے لئے سینگوں والے موٹے تازے، سیاہی مائل سفید دو مینڈھے خریدتے، نماز عید اور لوگوں کو خطبہ دینے کے بعد عید گاہ میں آپ کے پاس ایک مینڈھا لایا جاتا، آپ چھری لے کر اسے خود ذبح فرماتے اور کہتے: اے اللہ! یہ میری امت کے ہر اس شخص کی طرف سے ہے جس نے تیری

وحدانیت کی اور میری تبلیغِ رسالت کی گواہی دی، پھر دوسرا مینڈھا لایا جاتا آپ اسے ذبح فرماتے اور کہتے: یہ محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کی آل کی طرف سے ہے، دونوں مینڈھوں کا گوشت آپ مسکینوں کو کھلاتے، آپ خود اور آپ کے اہل خانہ بھی اسی میں سے تناول فرماتے، ہم کئی سال رہے بنو ہاشم کا کوئی شخص قربانی نہیں کرتا تھا (قربانی میں) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاونت اور ذمے داری ان کو کفایت کرتی تھی۔ (۲۰۰)

صحابہ کرام میں قربانی کے جانوروں کی تقسیم

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں قربانی کے جانور تقسیم فرمائے، عقبہ رضی اللہ عنہ کو ایک سال سے کم کا بکری کا بچہ ملا، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا: اسی کی قربانی کرلو۔ (۲۰۱)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بکریاں دیں تاکہ آپ کے صحابہ میں قربانی کے لئے تقسیم کردی جائیں، ان میں ایک سال سے کم عمر کا جانور بچ گیا، عقبہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: تم اسے قربان کردو۔ (۲۰۲)

قربانی کا گوشت

عباس بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے؟ انہوں نے فرمایا: آپ نے صرف بھوک کے سال ایسا حکم دیا تھا تاکہ مال دار فقیر کو کھلائے، ہم قربانی کے جانور کے پائے اٹھار کھتے، انہیں پندرہ دنوں کے بعد کھاتے، میں نے کہا: آپ کو ایسی کیا مجبوری ہوتی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں اور کہا: محمد (ﷺ) کے اہل خانہ نے مسلسل تین رات پیٹ بھر کر سالن کے ساتھ روٹی نہیں کھائی، یہاں تک کہ آپ ﷺ اللہ عزوجل سے جاملے۔ (۲۰۳)

یزید بن ابی یزید انصاری کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قربانی کے گوشت کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سفر سے واپس آئے ہم نے انہیں قربانی کا گوشت دیا، علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے بغیر اسے نہیں کھاؤں گا، علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے ذی الحجہ سے (دوسرے) ذی الحجہ تک کھاؤ۔ (۲۰۴)

امّ سلیمان کہتی ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور آپ سے قربانیوں کے گوشت کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے فرمایا: پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا تھا پھر اس (کو ذخیرہ کرنے) کی اجازت دے دی، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سفر سے آئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کے لئے قربانی کا گوشت تیار کر کے لائیں، علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ نے اس کی اجازت دی ہے، علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ایک ذی الحجہ سے دوسرے ذی الحجہ تک کھاؤ۔ (۲۰۵)

حضرت سلمان فارسیؓ کا قبولِ اسلام

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ دسترخوان میں تازہ کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیں، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: سلمان یہ کیا ہے؟ عرض کیا: یہ آپ اور آپ کے ساتھیوں کے لئے صدقہ ہے، آپ نے فرمایا: اسے اٹھالو، کیوں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے، سلمان رضی اللہ عنہ نے کھجوریں اٹھالیں، دوسرے دن پھر کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور انہیں آپ کے سامنے رکھ دیا، آپ نے دریافت فرمایا: سلمان یہ کیا ہے؟ عرض کیا: یہ آپ کے لئے ہدیہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا: (دسترخوان کو) پھیلا دو، پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی اور ایمان لے آئے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ یہودی کے غلام تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کچھ دراہم اور اس شرط پر خرید لیا کہ سلمان کھجوروں کا باغ لگائیں، اس کی دیکھ بھال کریں، یہاں تک کہ وہ پھل دینے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پودے کے سوا سب پودے اپنے ہاتھ سے لگائے، ایک پودا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا، اس ایک درخت کے سوا سب درختوں پر اسی سال پھل آگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پودے پر پھل نہ آنے کی وجہ دریافت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! یہ پودا میں نے لگایا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نکال کر دوبارہ لگا دیا تو وہ بھی اسی سال پھل دار ہوگیا۔ (۲۰۶)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں فارس کے سرداروں کی اولاد میں سے تھا (پھر پوری حدیث بیان کی، یہ حدیث آگے آرہی ہے) میں زمین کے نشیب وفراز طے کرتا رہا، یہاں تک

کہ ایک قوم سے میرا واسطہ پڑا تو انہوں نے مجھے غلام بنا کر بیچ دیا، مجھے ایک عورت نے خرید لیا، میں نے ان لوگوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ سنا، میری زندگی اجیرن ہو چکی تھی، میں نے اپنی مالکن سے کہا: مجھے ایک دن کے لئے فارغ کر دو، اس نے مجھے ایک دن کے لئے (کام کاج سے) فارغ کر دیا، میں نے جا کر لکڑیاں کاٹیں، کھانا تیار کیا اور اسے لے کر نبی ﷺ کے پاس آیا، کھانا آپ کے سامنے رکھا تو آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: صدقہ ہے، آپ نے اپنے صحابہ کو کھانا کھانے کا فرمایا اور خود تناول نہ فرمایا، میں نے (دل میں) کہا یہ آپ کی ایک علامت ہے (جو پوری ہوگئی کہ آپ صدقہ نہیں کھائیں گے) پھر جب تک اللہ نے چاہا، میں ٹھہرا رہا، پھر ایک مرتبہ میں نے اپنی مالکن سے وہی درخواست کی، اس نے مجھے چھٹی دے دی، میں نے پہلے سے زیادہ لکڑیاں کاٹیں اور کھانا تیار کر کے آپ کے پاس حاضر ہوا، آپ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے، میں نے کھانا آپ کے سامنے رکھ دیا، آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہدیہ ہے، آپ نے ہاتھ بڑھایا اور اپنے صحابہ کو بھی اللہ کا نام لے کر کھانے کو کہا، میں آپ کے پیچھے کھڑا تھا، آپ نے اپنی چادر ہٹائی تو مجھے مہر نبوت نظر آ گئی، میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ نے پوچھا: کیا معاملہ ہے؟ میں نے آپ کو اس آدمی کے متعلق بتایا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا وہ جنت میں جائے گا، کیوں کہ اسی نے مجھے بتایا تھا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: جنت میں صرف مسلمان ہی جائے گا، میں نے پھر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اسی نے مجھے بتایا تھا کہ آپ نبی ہیں، کیا وہ جنت میں جائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں صرف مسلمان شخص ہی جائے گا۔(۲۰۷)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا لایا، میں غلام تھا، میں نے کہا: یہ صدقہ ہے، آپ نے اپنے صحابہ کو کھانا کھانے کے لئے کہا اور خود تناول نہ فرمایا، پھر (ایک اور دن) میں آپ کی خدمت میں کھانا لایا اور میں نے عرض کیا: یہ میں آپ کی خدمت میں احتراماً ہدیہ لایا ہوں، کیوں کہ میں نے دیکھا ہے آپ صدقہ نہیں کھاتے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا انہوں نے کھایا اور آپ نے بھی ان کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔(۲۰۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے خود بیان فرمایا کہ میں فارس کے علاقے اصبہان کی جَی نامی ایک قریئے کا رہنے والا ہوں، میرا باپ اپنی بستی کا سردار تھا، اللہ کی مخلوق میں، میں اپنے والد کو سب سے زیادہ محبوب تھا، مجھ سے میرے والد کی محبت اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ اس نے مجھے لڑکی کی طرح گھر میں بٹھا دیا، میں نے آتش پرستی میں اتنی محنت کی کہ میں

آتش کدے کا محافظ بن گیا کہ میں آگ کو کسی لمحے بجھنے نہیں دیتا تھا، میرے والد کی بہت بڑی جاگیر تھی، ایک روز میرے والد تعمیراتی کام میں مشغول تھے، مجھے کہا: بیٹے! میں تعمیراتی کام میں مشغولیت کے باعث جاگیر پر نہیں جا سکتا تم وہاں چلے جاؤ، دیکھ بھال کرلو اور مجھے وہاں بعض کام سرانجام دینے کا کہا، میں جاگیر پر جانے کے لئے نکلا، میرا عیسائیوں کے ایک گرجا کے پاس سے گزر ہوا، میں نے وہاں ان کی عبادت کی آوازیں سنیں، میں وہاں داخل ہوا تا کہ دیکھوں یہ لوگ کیا کر رہے ہیں، جب میں نے ان کو دیکھا تو مجھے ان کی عبادت کا طریقہ پسند آیا اور میں نے ان میں دل چسپی محسوس کی اور کہا: اللہ کی قسم! یہ دین ہمارے دین سے بہتر ہے، میں غروب آفتاب تک ان کے پاس ٹھہرا رہا اور جاگیر پر نہیں گیا، میں نے ان سے پوچھا: اس دین کا مرکز کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا: شام میں ہے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں اپنے والد کے پاس لوٹ آیا، میرے والد میری تلاش میں آدمی بھیج چکے تھے، میرے آتے ہی انہوں نے پوچھا: بیٹے! تم کہاں تھے؟ میں نے تمہارے ذمے کام لگایا تھا، میں نے کہا: ابو! میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جو اپنے گرجا میں عبادت میں مصروف تھے، مجھے ان کا دین پسند آیا، بہ خدا! میں غروب آفتاب تک ان ہی کے پاس رہا، میرے والد نے کہا: پیارے بیٹے! وہ دین بہتر نہیں ہے، تیرا اور تیرے آباؤ اجداد کا دین اس سے بہتر ہے، میں نے کہا: بالکل نہیں، اللہ کی قسم! وہ دین ہمارے دین سے بہتر ہے، میرے والد کو میری طرف سے اندیشہ پیدا ہو گیا، اس نے میرے پاؤں میں بیڑی ڈال کر مجھے اپنے گھر میں قید کر دیا، میں نے عیسائیوں کی طرف کہلوا بھیجا کہ جب تمہارے پاس شام کے عیسائیوں کا تجارتی قافلہ آئے مجھے اطلاع دینا، جب ان کے پاس شام کے تاجروں کا قافلہ آیا انہوں نے مجھے اطلاع دی، میں نے کہلوایا جب یہ تاجر اپنی ضرورتیں پوری کرلیں اور واپس اپنے ملک کے لئے روانہ ہونے لگیں تو مجھے اطلاع کرنا، جب وہ لوگ واپس جانے لگے، انہوں نے مجھے خبر دی، میں نے اپنے پاؤں سے بیڑی نکالی اور ان کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہو گیا، وہاں پہنچ کر میں نے ان سے عیسائیوں کے سب سے افضل دین دار شخص کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے گرجا کے ایک اسقف (بشب، بڑا پادری) کے بارے میں بتایا، میں نے اس کے پاس آ کر کہا: مجھے اس دین سے رغبت ہے، میں آپ کے ساتھ گرجا میں آپ کی خدمت کرنا، آپ سے علم حاصل کرنا اور آپ کے ساتھ مصروف عبادت رہنا پسند کرتا ہوں، اس نے مجھے اندر آنے کی اجازت دے دی، میں اس کے ساتھ رہنے لگا، وہ بُرا آدمی تھا، لوگوں کو صدقہ کرنے کا کہتا اس کی ترغیب دیتا، جب اس کی طلب کردہ چیزیں جمع ہو جاتیں انہیں اپنے خزانے میں جمع کر لیتا، مسکینوں کو کچھ نہ دیتا، یہاں تک کہ اس نے سونے اور چاندی کے

سات مٹکے جمع کر لئے۔ میں اس کی اس کارگزاری کی وجہ سے اس سے سخت نفرت کرتا تھا، پھر وہ مر گیا، عیسائی اس کی تدفین کے لئے جمع ہوئے تو میں نے ان کو بتایا: یہ بہت برا آدمی تھا، تمہیں صدقے کی ترغیب کا حکم دیتا تھا جب تم اسے لاکر دیتے تو وہ چیزیں اپنے خزانے میں جمع کر لیتا تھا، مسکینوں کو کچھ نہیں دیتا تھا، لوگوں نے پوچھا: تمہیں اس بات کا کیسے علم ہوا؟ میں نے کہا: میں تمہیں اس کے خزانے کے بارے میں بتاتا ہوں، انہوں نے کہا: بتاؤ خزانہ کہاں ہے؟ میں نے انہیں وہ جگہ دکھادی، انہوں نے وہاں سے سونے اور چاندی کے بھرے ہوئے سات مٹکے نکالے، جب انہوں نے یہ چیز دیکھی تو کہنے لگے: بہ خدا! ہم اس کو کبھی دفن نہیں کریں گے، انہوں نے اسے سولی پر لٹکایا اور سنگ سار کیا۔

پھر انہوں نے ایک اور شخص کو اس کی جگہ مقرر کیا، میں نے کسی پنج وقتہ نمازیں نہ پڑھنے والے (غیر مسلم) کو اس سے افضل، دنیا سے زیادہ بے رغبت، آخرت کی طرف متوجہ اور رات دن عبادت گزار نہیں دیکھا، مجھے اس سے اس قدر محبت ہوگئی کہ پہلے اتنی شدید محبت کسی سے نہیں ہوئی تھی، میں ایک عرصے تک اس کے ساتھ مقیم رہا، پھر اس کی موت کا وقت آگیا، میں نے آپ سے کہا میں اس کے ساتھ مقیم رہا اور آپ سے اس قدر محبت رکھتا تھا کہ آپ سے پہلے میں نے کسی سے اتنی محبت نہیں کی، اللہ کے حکم کے مطابق آپ کی موت کا وقت آگیا ہے، آپ مجھے کس کی طرف جانے کا کہتے ہیں، حکم فرمائیں، اس نے جواب دیا: بیٹے! بہ خدا! میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو آج میرے طریقے پر ہو، لوگ ہلاک ہوگئے، اور اپنے زیادہ تر عقائد و اعمال بدل دیئے، ترک کر دیئے، البتہ موصل میں فلاں صاحب رہتے ہیں وہ میرے طریقے پر ہیں ان کے پاس چلے جانا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جب اس بشب (اسقف) کا انتقال ہوگیا اور اس کی تدفین ہو چکی، میں موصل والے صاحب کے پاس پہنچ گیا اور اسے بتایا کہ فلاں صاحب نے اپنی موت کے وقت مجھے آپ کے پاس جانے کی وصیت کی تھی اور یہ بتایا تھا کہ آپ اسی کے طریقے پر ہیں، اس نے مجھے اپنے پاس ٹھہرالیا، میں نے اسے بھی اس کے ساتھی کی طرح اچھا انسان پایا، وہ بھی اسی طریقے کا پیروکار تھا، کچھ عرصے کے بعد اس کی موت کا وقت قریب آگیا، میں نے اس سے کہا: مجھے فلاں صاحب نے آپ کے پاس آجانے کی وصیت کی تھی، اب آپ پیغام اجل کو لبیک کہنے والے ہیں، آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں، میں کس کے پاس جاؤں؟ اس نے کہا: بیٹے! بہ خدا! مجھے ایسا شخص معلوم نہیں جو ہمارے طریقے پر ہو، ہاں نصیبین میں ایسا شخص موجود ہے تم اس کے پاس چلے جانا۔

جب اس کا انتقال ہوگیا اور تدفین ہو چکی، میں نصیبین والے صاحب کے پاس جا پہنچا، میں نے

اسے اپنے بارے میں بتایا اور موصل والے صاحب کی ہدایت کے متعلق بتایا تو اس نے مجھے اپنے پاس رہنے کی اجازت دے دی، یہ صاحب بھی اپنے ساتھی کے طریقے پر تھے، بہ خدا کچھ عرصے بعد اس پر موت سایہ فگن ہونے لگی، میں نے اس سے دریافت کیا مجھے فلاں اسقف نے فلاں شخص کے پاس بھیجا تھا، پھر فلاں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا، آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا: بیٹے! بہ خدا ہمیں نہیں معلوم کہ کوئی شخص ہمارے طریقہ پر باقی رہا ہو البتہ عموریہ میں ایک صاحب موجود ہیں جو ہمارے ہم مسلک ہیں، اگر تم چاہو تو اس کے پاس چلے جانا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب وہ فوت ہو گیا اور اس کی تدفین ہو گئی تو میں عموریہ والے صاحب کے پاس جا پہنچا اور اسے اپنے بارے میں بتایا، اس نے مجھے اپنے پاس ٹھہرالیا، وہ صاحب بھی پہلے صاحبان کے طریقے پر تھے، میں نے وہاں کچھ کاروبار کیا جس سے میرے پاس چند گائیں اور بکریاں ہو گئیں، پھر اس کا بھی آخری وقت قریب آ گیا، میں نے اس سے پوچھا: میں فلاں کے پاس تھا اس نے مجھے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی تھی، پھر فلاں نے فلاں کے پاس اور فلاں نے مجھے آپ کے پاس جانے کی ہدایت کی تھی، اب آپ مجھے کس کے ہاں جانے کا حکم دیتے ہیں، اس نے کہا: بیٹے! اللہ کی قسم! مجھے ایسا کوئی معلوم نہیں ہے جو ہمارے طریقے پر ہو اور میں تمہیں اس کے پاس جانے کا حکم دوں، لیکن ایک ایسے پیغمبر کی بعثت کا زمانہ قریب آ گیا ہے جو دین ابراہیم علیہ السلام پر ہوگا، سرزمین عرب میں ان کی بعثت ہوگی اور وہ ایسی زمین کی طرف ہجرت کریں گے جس کے دونوں طرف کالی جلی ہوئی پہاڑیاں ہوں گی اور ان ... یان کھجوریں ہوں گی، ان کی علامت یہ ہوگی کہ وہ ہدیہ تناول فرمائیں گے، صدقہ نہیں کھائیں گے، ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، اگر تم ان علاقوں تک پہنچ سکتے ہو تو وہاں چلے جاؤ۔

پھر اس کی موت واقع ہو گئی اور اسے دفن کر دیا گیا، جب تک اللہ نے چاہا میں عموریہ میں مقیم رہا، بعد میں وہاں سے قبیلہ کلب کے تاجروں کا گزر ہوا، میں نے ان سے کہا: اگر تم مجھے عرب کی سرزمین میں پہنچا دو تو میں تمہیں اس کے بدلے میں یہ گائیں اور بکریاں دے دوں گا، انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، میں نے انہیں گائیں بکریاں دے دیں اور انہوں نے مجھے اپنے ساتھ لے لیا، جب یہ لوگ وادی القریٰ میں پہنچے، انہوں نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھے ایک یہودی کے پاس غلام بنا کر بیچ دیا، میں اس کے پاس رہا، وہاں کھجوروں کے باغ دیکھ کر میں توقع کر رہا تھا کہ شاید یہ وہی علاقہ ہے جس کی صفت عموریہ والے صاحب نے بیان کی تھی، لیکن میرے دل میں اطمینان نہیں تھا، اسی دوران اس یہودی کے پاس مدینے سے اس کا چچا زاد بھائی آیا جس کا تعلق (یہودیوں کے قبیلہ) بنو قریظہ سے تھا، اس نے مجھے اس سے خرید لیا اور مجھے

مدینہ منورہ لے آیا، جوں ہی میں نے مدینہ طیبہ کو دیکھا، بہ خدا میں نے اسے عموریہ والے صاحب کی نشانی کے عین مطابق پایا، میں وہاں مقیم رہا، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، آپ مکہ میں مقیم رہے، غلامی کی مشغولیت کی وجہ سے میں نے آپ کا ذکر خیر نہیں سنا، پھر آپ نے مدینے کی طرف ہجرت فرمائی، اللہ کی قسم! میں اپنے آقا کے کھجور کے درخت پر چڑھ کر کچھ کام کر رہا تھا، میرا آقا بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے چچازاد نے اس کے پاس آکر کہا: اللہ بنوقیلہ (اوس وخزرج) کو ہلاک کرے، بہ خدا اس وقت وہ قبا میں ایک ایسے شخص کے پاس جمع ہیں جو آج ہی مکہ سے آیا ہے، یہ اسے نبی سمجھتے ہیں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے بتایا جب میں نے اس کی یہ بات سنی مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی، ایسا لگتا تھا کہ میں اپنے آقا پر گر پڑوں گا میں کھجور کے پیڑ سے اترا اور اس کے چچازاد سے پوچھنے لگا کہ تم کیا بتا رہے تھے؟ تم کیا کہہ رہے تھے؟ میرا آقا غصے میں آگیا اور اس نے مجھے زور سے مکا مار کر کہا: تمہارا اس سے کیا مطلب؟ جاؤ اپنا کام کرو، میں نے کہا: کوئی بات نہیں، میں تو یوں ہی اس سے پوچھ رہا تھا، میرے پاس کچھ جمع کردہ چیز تھی، شام کو وہ لے کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، آپ اس وقت قبا میں تھے، میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: مجھے معلوم ہوا ہے آپ نیک شخص ہیں، آپ کے ساتھ غریب اور ضرورت مند لوگ ہیں، میرے پاس صدقہ کرنے کے لئے یہ چیز موجود تھی، میں نے آپ لوگوں کو اس چیز کا دوسروں سے زیادہ حق دار دیکھا ہے، یہ کہہ کر میں نے وہ چیز آپ کی طرف بڑھادی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا: کھالو، آپ نے خود نہ کھایا، میں نے اپنے دل میں کہا: یہ ایک نشانی ہوئی، میں واپس آگیا پھر (کھانے کی) کچھ چیزیں جمع کیں، اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں منتقل ہو چکے تھے، میں وہ چیزیں لے کر آپ کے پاس آیا اور کہا: میں نے دیکھا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے، میں آپ کے اعزاز میں ہدیہ لایا ہوں، رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے خود بھی تناول فرمایا اور صحابہ کو بھی اپنے ساتھ کھانے کا فرمایا، میں نے دل میں سوچا یہ دونشانیاں پوری ہوئیں۔

میں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت (مدینہ طیبہ کے مشہور قبرستان) بقیع الغرقد میں اپنے ایک صحابی کے جنازے کے ساتھ تشریف لائے تھے، آپ پر دو چادریں تھیں، اور آپ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے، میں نے آپ کو سلام کیا، پھر آپ کی پشت کی جانب گھوما میں (عموریہ والے صاحب کی بتائی ہوئی تیسری نشانی) مہر نبوت دیکھنا چاہتا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے گھومتے دیکھا آپ پہچان گئے کہ میں بتائی ہوئی کسی علامت کو دیکھنا چاہتا ہوں، سو آپ نے اپنی پشت مبارک سے چادر ہٹالی، میں نے مہر نبوت دیکھ لی اور آپ ﷺ کو پہچان لیا، میں جھک کر مہر

نبوت کو چومنے لگا اور رونے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سامنے آؤ، میں سامنے حاضر ہوا اور آپ کو اپنی ساری داستان سنائی جیسے اے ابن عباس تجھے میں نے یہ داستان سنائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو پسند فرمایا کہ میں آپ کے صحابہ کرامؓ کو بھی اپنی (تلاش حق کی) یہ داستان سناؤں، سلمان رضی اللہ عنہ برابر اپنی غلامی کی مشغولیت میں رہے، یہاں تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر و اُحد کے غزوات میں شریک نہ ہو سکے، پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے مکاتبت کرنے کو کہا، سو میں نے اپنے آقا سے کھجور کے تین سو پودے لگا کر ان کی دیکھ بھال کرنے اور چالیس اوقیہ سونا دینے پر مکاتبت کر لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بدل کتابت کی ادائیگی میں) میری مدد کے لئے اپنے صحابہ سے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو، تو انہوں نے کھجور کے پودوں سے میری مدد کی، کسی نے تیس، کسی نے بیس، کسی نے پندرہ اور کسی نے حسبِ استطاعت دس پودوں سے میری مدد کی، یہاں تک کہ میرے پاس تین سو پودے جمع ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: سلمان جاؤ ان کے لئے گڑھے کھودو جب تم گڑھے کھود چکو مجھے اطلاع کرنا میں خود پودے لگاؤں گا، میں نے گڑھے کھودے میرے ساتھیوں نے میری مدد کی، جب میں اس کام سے فارغ ہو گیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تشریف لائے، ہم آپ کو پودے پکڑواتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں سے انہیں لگاتے گئے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں سلمان کی جان ہے، ان پودوں میں سے کوئی بھی پودا نہیں مرا، میں نے کھجوروں کی شرط پوری کر دی، اب مجھ پر مال (چالیس اوقیہ سونا) کی ادائیگی باقی رہی، کسی غزوے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مرغی کے انڈے کے برابر سونا آیا، آپ نے فرمایا: فارسی مکاتب کہاں ہے؟ مجھے بلایا گیا، آپ نے فرمایا سلمان! یہ لو اور اپنا زرِ مکاتبت ادا کر لو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس سے میرا زرِ مکاتبت کہاں ادا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: اسے لو اللہ عز وجل اس سے تمہاری ضرورت پوری کر دے گا، میں نے اسے لے لیا۔ ان کے مالکوں کے لئے وزن کیا تو اللہ کی قسم! وہ پورے چالیس اوقیہ ہوا، میں نے مالکوں کا حق ادا کیا اور غلامی سے آزاد ہو گیا، پھر میں غزوۂ خندق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوا اور بعد میں کسی غزوہ میں پیچھے نہیں رہا۔ (۲۰۹)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے یہ کہا: یا رسول اللہ! اس قدر سونے سے میرا زرِ کتابت (چالیس اوقیہ) کیسے ادا ہو سکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا لے کر اپنی زبان پر پھیرا اور فرمایا: لو جا کر ادائیگی کرو، میں لے کر گیا اور ان کا پورا حق چالیس اوقیہ اسی سے ادا کر دیا۔ (۲۱۰)

سریۂ سعد بن ابی وقاص

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لے آئے، قبیلہ جُھَیْنَہ کے لوگوں نے آ کر کہا، آپ نے ہمارے درمیان اقامت اختیار کی ہے، آپ ہمارے ساتھ معاہدہ کریں تاکہ ہم امن وامان کے ساتھ آپ کے پاس آ سکیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمنے ان سے معاہدہ کرلیا، انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کے مہینہ میں ہمیں جُھَیْنَہ کے قریب موجود بنو کنانہ کے ایک قبیلے پر حملہ کرنے کے لئے روانہ فرمایا، ہم سو سے کم تھے، ہم نے ان پر حملہ کر دیا، وہ کثیر تعداد میں تھے، ہم جُھَیْنَہ کی طرف آ گئے تو انہوں نے ہمیں پناہ دی اور کہا: تم حرمت والے مہینے میں کیوں جنگ کر رہے ہو؟ ہم نے کہا: ہم تو صرف ان لوگوں سے لڑ رہے ہیں جنہوں نے ہمیں حرمت والے مہینے میں حرمت والے شہر (مکہ مکرمہ) سے نکالا ہے، ہم نے باہم مشورہ کیا، بعض لوگوں نے کہا: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کو باخبر کرتے ہیں، دوسروں نے کہا: ہم یہاں مقیم رہیں گے، میں ان لوگوں میں شامل تھا جن کی یہ رائے تھی کہ ہم قریش کے قافلے کی طرف چلتے ہیں، اور ان پر حملہ کرتے ہیں، اس وقت مالِ غنیمت کا اصول یہ تھا کہ جو چیز جس کے ہاتھ لگتی وہ اسی کی ہوتی تھی، ہم لوگ قافلے کی طرف اور ہمارے بعض ساتھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے اور آپ کو صورتِ حال سے آگاہ کیا، رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور غصے سے سرخ ہو گیا آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا: تم میرے پاس سے اکٹھے گئے تھے اور اب الگ الگ آ رہے ہو؟ تم سے پہلے لوگوں کو اسی تفرقے نے ہلاک کیا ہے، میں تم لوگوں پر ایسے شخص کو امیر بنا کر بھیجوں گا جو تم سے افضل نہیں ہو گا لیکن بھوک پیاس میں تم سے زیادہ صبر کرنے والا ہو گا، پھر آپ نے حضرت عبداللہ بن جحش اسدی رضی اللہ عنہ کو ہم پر امیر بنا کر روانہ فرمایا، وہ اسلام میں پہلے شخص ہیں جنہیں امیر بنایا گیا۔(۲۱۱)

پہلا غزوہ، ذات العشیر ہ

ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میری حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غزوات کئے، انہوں نے بتایا: انیس، میں نے پوچھا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنے غزوات میں شرکت کی ہے؟ کہا: سترہ غزوات میں، میں نے پوچھا: پہلا غزوہ کون سا تھا؟ انہوں نے بتایا: ذات العشیر یا العُشَیْرہ (۲۱۲)

یہود کے سوالات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: ابوالقاسم! (ﷺ) ہم آپ سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال کرتے ہیں، اگر آپ نے ہمیں ان چیزوں کے بارے میں بتا دیا تو ہم پہچان لیں گے کہ آپ نبی ہیں اور ہم آپ کی اتباع کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان ہی الفاظ سے عہد لیا جن الفاظ سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے عہد لیا تھا یعنی **الله على ما نقول وكيل** (۲۱۳) آپ نے فرمایا: پوچھو، انہوں نے کہا: بتائیں کہ نبی کی علامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نبی کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا، انہوں نے پوچھا: بچہ کبھی لڑکا اور کبھی لڑکی کیوں ہوتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نطفے کے) پانی کے ملاپ کے وقت اگر مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب ہو جائے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور اگر عورت کا پانی غالب ہو جائے تو لڑکی پیدا ہوتی ہے، وہ بولے ہمیں بتائیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خود پر کس چیز کو حرام کیا تھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) عرق النساء میں مبتلا تھے، انہوں نے محسوس کیا کہ انہیں اونٹنی کا دودھ سب سے زیادہ پسند ہے، اس لئے انہوں نے اس کا (دودھ اور) گوشت اپنے اوپر حرام کر لیا، وہ بولے، آپ نے سچ کہا، پھر پوچھا: ہمیں رعد (بادلوں کی گرج) کے بارے میں بتائیں، آپ نے فرمایا: اللہ عز وجل کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ بادلوں پر مقرر ہے، اس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہوتا ہے جس سے وہ بادلوں کو جھڑکتا ہے، ان کو اللہ کے حکم کے مطابق ہانکتا ہے، انہوں نے پوچھا: یہ آواز کیسی ہوتی ہے؟ فرمایا: وہ اس کی آواز ہوتی ہے، انہوں نے آپ کی تصدیق کی، پھر کہنے لگے اب ایک سوال باقی ہے اگر آپ نے اس کا جواب دے دیا تو ہم آپ کی بیعت کر لیں گے، سوال یہ ہے کہ ہر نبی کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اس کے پاس وحی لاتا ہے، ہمیں بتائیں کہ آپ کے پاس کون سا فرشتہ آتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جبریل (علیہ السلام)، کہنے لگے وہی جبریل جو جنگ، قتال اور عذاب لے کر آتا ہے وہ تو ہمارا دشمن ہے، اگر آپ میکائیل کا کہتے جو رحمت، نباتات اور بارش لے کر آتا ہے تو بات تھی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَO مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَO وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ج وَ مَا

یَکْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ○ اَ وَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ط بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ○ وَ لَمَّا جَآءَ هُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لا كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ○(۲۱۳)

آپ کہہ دیجئے کہ جو شخص جبرائیل کا دشمن ہو (تو ہوا کرے) اس نے تو اس قرآن کو اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر اتارا ہے، جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے، اور مومنوں کے لئے ہدایت و خوش خبری ہے۔ جو کوئی اللہ، اس کے فرشتوں اس کے رسولوں اور جبرائیل، میکائیل کا دشمن ہے تو اللہ بھی کافروں کا دشمن ہے۔ اور بلاشبہ ہم نے آپ پر کھلی آیات نازل کی ہیں، اور نافرمان لوگ ہی ان کا انکار کرتے ہیں۔ اور کیا (یہ حقیقت نہیں کہ) جب کبھی انہوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک فریق نے اسے توڑ دیا، بلکہ ان میں سے اکثر تو ایمان ہی نہیں رکھتے۔ اور جب اللہ کی طرف سے ان کے پاس وہ رسول آیا جو اس (کتاب) کی تصدیق کرتا ہے، جو ان کے پاس ہے، تو اہل کتاب میں سے ایک فریق نے اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا گویا وہ اسے جانتے ہی نہیں۔ (۲۱۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں، ایک روز یہودیوں کی ایک جماعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور انہوں نے کہا: اے ابوالقاسم! (ﷺ) ہم چند باتوں کے متعلق آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں جنہیں نبی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، آپ نے فرمایا: جو چاہو پوچھو، لیکن مجھ سے اللہ کے نام پر اور یعقوب علیہ السلام کے اپنے بیٹوں سے لئے گئے اس وعدے کے مطابق وعدہ کرو کہ میں تمہیں جو جواب دوں گا اگر تم نے انہیں درست سمجھا تو تم اسلام میں میری اتباع کرو گے، انہوں نے کہا: ہمارا آپ سے وعدہ رہا۔

انہوں نے کہا: ہم آپ سے چار چیزوں کے متعلق سوال کرتے ہیں، تورات کے نزول سے قبل حضرت یعقوب علیہ السلام نے کون سا کھانا اپنے اوپر حرام کر لیا تھا؟ اور یہ بتایئے کہ عورت اور مرد کے (نطفے کے) پانی کی کیا کیفیت ہے، اور اس سے لڑکا کیسے پیدا ہوتا ہے؟ اور یہ بتایئے کہ نبی امی کی نیند میں کیا کیفیت ہوتی ہے؟ اور یہ کہ فرشتوں میں آپ کا حامی فرشتہ کون سا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کے نام پر یہ عہد کرتے ہو کہ اگر میں تمہیں ان سوالوں کے جواب دے دوں تو تم میری اتباع کرو گے؟ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ وعدہ کر لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل

کی، کیا تم جانتے ہو کہ یعقوب علیہ السلام شدید بیمار ہو گئے، ان کی بیماری لمبی ہوئی تو انہوں نے اللہ کے لئے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بیماری سے شفا بخشی تو وہ اپنا سب سے پسندیدہ کھانا اور مشروب اپنے اوپر حرام کر لیں گے اور ان کا محبوب ترین طعام اونٹ کا گوشت اور محبوب ترین مشروب اونٹنی کا دودھ نہیں تھا؟ یہودیوں نے قسم کھا کر کہا: ایسا ہی ہے، آپ نے فرمایا: اے اللہ ان پر گواہ رہنا۔

پھر آپ نے فرمایا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی، کیا تم جانتے ہو کہ مرد کا پانی گاڑھا سفید اور عورت کا پانی زرد پتلا ہوتا ہے؟ ان میں سے جو پانی غالب آ جائے اللہ کے اذن سے بچے اور اس کی مشابہت اسی سے ہوتی ہے، اگر مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب ہو جائے تو اللہ کے اذن سے لڑکا پیدا ہوتا ہے، اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب ہو جائے تو باذن اللہ بچی پیدا ہوتی ہے، انہوں نے قسم کھا کر کہا: ایسا ہی ہے، آپ نے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہنا۔

پھر آپ نے فرمایا: میں تمہیں اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ (علیہ السلام) پر تورات نازل کی کیا تم جانتے ہو کہ اس نبی امّی کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا، انہوں نے کہا: جی ہاں بہ خدا، آپ نے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہنا۔

یہودیوں نے کہا: اب آپ ہمیں یہ بتائیں کہ کون سا فرشتہ آپ کا دوست ہے؟ اس سوال کے جواب پر ہم آپ کے ساتھ ہو جائیں گے یا آپ سے الگ ہوں گے، آپ نے فرمایا: میرا دوست جبریل (علیہ السلام) ہے، کوئی پیغمبر ایسا نہیں جبریل جس کا دوست نہ ہو، انہوں نے کہا: ہم آپ سے الگ ہوتے ہیں، اگر جبریل کے علاوہ کوئی اور فرشتہ آپ کا دوست ہوتا تو ہم آپ کی اتباع کرتے اور آپ کی تصدیق کرتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل کی وجہ سے تمہیں تصدیق میں کیا چیز مانع ہے؟ یہودیوں نے کہا: وہ تو ہمارا دشمن ہے، تب اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَO مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَO وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَ مَا يَكْفُرُ بِهَاۤ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَO اَ وَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ط بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَO وَ لَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ

نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَٰبَ لا كِتَٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ O (۲۱۵)

آپ کہہ دیجئے کہ جو شخص جبرائیل کا دشمن ہو (تو ہوا کرے) اس نے تو اس قرآن کو اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر اتارا ہے، جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے، اور مومنوں کے لئے ہدایت وخوش خبری ہے۔ جو کوئی اللہ، اس کے فرشتوں اس کے رسولوں اور جبرائیل، میکائیل کا دشمن ہے تو اللہ بھی کافروں کا دشمن ہے۔ اور بلاشبہ ہم نے آپ پر کھلی آیات نازل کی ہیں، اور نافرمان لوگ ہی ان کا انکار کرتے ہیں۔ اور کیا (یہ حقیقت نہیں کہ) جب کبھی انہوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک فریق نے اسے توڑ دیا، بلکہ ان میں سے اکثر تو ایمان ہی نہیں رکھتے۔ اور جب اللہ کی طرف سے ان کے پاس وہ رسول آیا جو اس (کتاب) کی تصدیق کرتا ہے، جو ان کے پاس ہے، تو اہل کتاب میں سے ایک فریق نے اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا گویا وہ اسے جانتے ہی نہیں۔ (۲۱۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں یہودیوں کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا: اے ابوالقاسم! ہمیں آپ سے چند ایسی چیزوں کے متعلق سوال کرنا ہے جنہیں نبی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، ان کے سوالات میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ تورات کے نزول سے پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے خود پر کون سا کھانا حرام کر دیا تھا؟ رسول اللہ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ (علیہ السلام) پر تورات نازل فرمائی، کیا تم جانتے ہو یعقوب (علیہ السلام) سخت بیمار ہوئے، ان کی بیماری نے طول کھینچا تو انہوں نے اللہ کے لئے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بیماری سے شفایاب فرمادیا تو وہ اپنا مرغوب کھانا اور محبوب ترین مشروب خود پر حرام کرلیں گے، ان کا پسندیدہ کھانا اونٹوں کا گوشت اور پسندیدہ مشروب اونٹنیوں کا دودھ تھا؟ انہوں نے آپ کے جواب کی تصدیق کی۔ (۲۱۷)

رسول اللہ ﷺ کا اذیتوں پر صبر

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انصار کے ایک شخص نے ایسی بات کہہ دی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غصے کا اظہار ہوتا تھا، میرا دل چاہتا تھا اس بات کے فدیئے میں میں اپنے اہل و عیال اور مال دے دوں، مجھے قرار نہ آیا، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بات بتادی، آپ نے ارشاد فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اس سے بھی زیادہ اذیتیں دی گئیں، انہوں نے صبر کیا، پھر آپ نے بتایا کہ

اللہ کے ایک نبی جب لوگوں کے پاس اللہ کا پیغام لائے تو ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا، اوران کو زخمی کر دیا، انہوں نے اپنے چہرے سے خون پونچھتے ہوئے کہا: اے اللہ! میری قوم کو بخش دے یہ نہیں جانتے۔(۲۱۸)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سوار ہوئے اس پر پالان تھا جس کے نیچے فدک کا کمبل تھا، اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے ہم رکاب تھے، آپ بنو حارث بن خزرج میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے، یہ غزوۂ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسی مجلس سے ہوا جس میں مسلمان، بت پرست مشرک اور یہودی موجود تھے، اس محفل میں عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے، محفل میں دراز گوش کے قدموں سے اُڑنے والا غبار چھایا تو عبداللہ بن ابی نے اپنی چادر ناک پر رکھ کر کہا ہماری مجلس کو خراب نہ کرو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سلام کیا پھر دراز گوش سے اتر کر کھڑے ہوئے، انہیں اللہ کی طرف دعوت دی اور قرآن سنایا۔

عبداللہ بن ابی نے کہا: اے شخص! اگر آپ حق کہہ رہے ہیں تو اس سے اچھی کوئی بات نہیں، لیکن آپ ہمیں اپنی مجالس میں اذیت نہ دیں، آپ اپنے ٹھکانے پر جائیں ہم میں سے جو بندہ آپ کے پاس آئے اسے یہ بتائیں، (ہمیں یہ پسند نہیں ہے کہ آپ ہماری مجالس میں آکر ہمیں تبلیغ کرتے پھریں اور ہماری محافل کو بے رنگ کریں)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ہماری مجالس میں تشریف لایا کریں ہمیں یہ پسند ہے، مسلمان، مشرک اور یہودی ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے اور باہم دست وگریبان ہونے کو تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم برابر انہیں ٹھنڈا کرتے رہے، پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہو کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: سعد! تم نے سنا ابوحباب (عبداللہ بن ابی) نے ایسی ایسی بات کہی، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس سے درگزر فرمائیں اور اسے جانے دیں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے جو مرتبہ چاہا آپ کو عطا فرمایا، اس وادی کے باسیوں نے اسے اپنا سردار مقرر کرنے اور اسے تاج پہنانے کا ارادہ کر لیا تھا، جب اللہ تعالیٰ نے اسے اس حق کی وجہ سے ٹھکرا دیا جو آپ کو عطا ہوا ہے تو یہ اس پر ناگوار گزرا، اس لئے اس نے یہ حرکت کی جو آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے۔ سو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کر دیا۔(۲۱۹)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ابوجہل سے تلخ کلامی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے کے لئے مکہ مکرمہ گئے تو صفوان بن امیہ بن خلف کے ہاں مہمان ٹھہرے، کیوں کہ امیہ جب شام جانے کے ارادے سے نکلتا تو مدینہ منورہ میں سعد رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرا کرتا تھا، امیہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: انتظار کریں، دوپہر کے وقت جب لوگ غافل ہوں گے آپ جا کر طواف کر لیں (چناں چہ دوپہر کے وقت) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے طواف کے دوران ابوجہل آ گیا، پوچھا: یہ کون ہے جو اطمینان سے کعبہ کا طواف کر رہا ہے؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سعد ہوں، ابوجہل بولا تم اطمینان سے کعبہ کا طواف کر رہے ہو حال آں کہ تم نے (اپنے شہر مدینے میں) محمد (ﷺ) کو پناہ دے رکھی ہے، اس پر دونوں میں تو تکار ہو گئی تو امیہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: ابوالحکم (ابوجہل) اس وادی کا سردار ہے اس کے سامنے زور سے نہ بولیں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ کی قسم! اگر تو نے مجھے بیت اللہ کے طواف سے روکا تو میں تمہاری شام کی تجارتی گزرگاہ بند کر دوں گا، امیہ بار بار (سعد رضی اللہ عنہ سے) یہی کہتا رہا آپ ابوالحکم سے اونچی آواز میں بات نہ کریں اور وہ سعد رضی اللہ عنہ کو روکنے لگا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے اور فرمایا تم ہمارے بیچ میں نہ آؤ، میں نے حضرت محمد (ﷺ) کو یہ فرماتے سنا ہے کہ وہ تمہیں قتل کریں گے، امیہ نے پوچھا: مجھے؟ کہا: ہاں، امیہ نے کہا: بہ خدا محمد (ﷺ) جھوٹ نہیں بولتے۔

جب وہ لوگ چلے گئے امیہ نے اپنی بیوی کے پاس آ کر کہا: جانتی ہو یثربی (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے کیا کہا ہے؟ اور بیوی کو سارا ماجرا سنایا، پھر جب بدر کی طرف نکلنے کا اعلان ہوا، امیہ کی بیوی نے اس سے کہا: تجھے یاد نہیں تیرے یثربی بھائی نے تجھے کیا کہا تھا؟ اس پر امیہ نے نہ نکلنے کا ارادہ کر لیا، تو ابوجہل نے اس سے آ کر کہا: تمہارا شمار وادی کے معزز افراد میں ہوتا ہے، ایک دو دن کے لئے ہمارے ساتھ چلے چلو (پھر چاہو تو واپس پلٹ آنا) امیہ ان کے ساتھ چل پڑا اور اللہ عزّ وجل نے اسے (بدر کے میدان میں) قتل کر دیا۔ (۲۲۰)

حوالہ جات

۱۔ رقم الحدیث: ۲۲۹۹۶ (حدیث ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ)
۲۔ رقم الحدیث: ۲۳۰۰۶ (حدیث ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ)

۳۔ رقم الحدیث: ۲۳۰۱۴، ۲۳۰۲۶ (حدیث ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ) رقم الحدیث: ۲۰۳۹۱ (حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ)

۴۔ رقم الحدیث: ۲۳۰۱۵ (حدیث ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ)

۵۔ رقم الحدیث: ۲۳۰۵۸ (حدیث ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ)

۶۔ رقم الحدیث: ۲۰۳۹۲ (حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ)

۷۔ رقم الحدیث: ۲۴۰۶۴ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۸۔ رقم الحدیث: ۱۱۹۲۶، ۱۳۱۴۹ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۹۔ رقم الحدیث: ۱۱۸۳۳ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۰۔ رقم الحدیث: ۱۲۴۳۹ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۱۔ رقم الحدیث: ۱۰۶۲۸ (مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

۱۲۔ رقم الحدیث: ۱۱۴۵۱ (مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

۱۳۔ رقم الحدیث: ۱۱۷۶۸ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۴۔ رقم الحدیث: ۶۱۰۴ (مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

۱۵۔ رقم الحدیث: ۸۷۲۸ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۶/۱۔ رقم الحدیث: ۲۰۶۰۴ (حدیث سہل بن سعد عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہما)

۱۶۔ رقم الحدیث: ۱۰۶۶۲ (مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

۱۷۔ رقم الحدیث: ۱۰۷۹۴ (مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

۱۸۔ رقم الحدیث: ۱۰۸۰۳ (مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

۱۹۔ رقم الحدیث: ۲۲۲۹۹ (حدیث ابو مالک سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ)

۲۰۔ رقم الحدیث: ۵۱۳۱، ۵۱۳۳ (مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) و ۷۲۱۳، ۷۶۷۷، ۷۶۸۱، ۹۶۸۰، ۹۹۰۵ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۲۱۔ رقم الحدیث: ۹۹۲۶ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۲۲۔ رقم الحدیث: ۱۲۱۷۳ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۲۳۔ رقم الحدیث: ۹۲۹۲ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۲۴۔ رقم الحدیث: ۲۶۲۸۶ (حدیث میمونہ بنت الحارث الھلالیہ زوج النبی ﷺ)

۲۵۔ رقم الحدیث: ۲۶۲۹۵ (حدیث میمونۃ بنت الحارث رضی اللہ عنہا زوج النبی ﷺ)

۲۶۔ رقم الحدیث: ۱۷۰۶ (حدیث عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما)

۲۷۔ رقم الحدیث: ۱۷۱۵ (حدیث عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما)

۲۸۔ رقم الحدیث: ۱۷۱۴ (حدیث عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما)

۲۹۔ رقم الحدیث: ۲۳۴۲۰ (مسند فضالہ بن عبید الانصاری رضی اللہ عنہ)

۳۰۔ رقم الحدیث: ۲۳۱۰۶ (حدیث طخفۃ الغفاری رضی اللہ عنہ)

۳۱۔ رقم الحدیث: ۲۳۱۰۵ (حدیث طخفۃ الانصاری رضی اللہ عنہ)

۳۲۔ رقم الحدیث: ۲۲۲۶۰ (حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ)

۳۳۔ رقم الحدیث: ۲۲۱۸۱ (حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ)

۳۴۔ رقم الحدیث: ۲۳۳۰۶ (حدیث المقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ)

۳۵۔ رقم الحدیث: ۲۳۲۹۷ (حدیث المقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ)

۳۶۔ رقم الحدیث: ۲۳۳۰۰ (حدیث المقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ) الفاظ کے معمولی اختلاف کے ساتھ یہ روایت ۲۳۳۱۰ پر بھی موجود ہے)

۳۷۔ رقم الحدیث: ۲۲۳۶۴ (حدیث ابی مالک سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ)

۳۸۔ رقم الحدیث: ۲۰۷۴۱ (حدیث الطفیل بن ابی بن کعب عن ابیہ رضی اللہ عنہما)

۳۹۔ رقم الحدیث: ۲۰۷۴۵ (حدیث الطفیل بن ابی بن کعب عن ابیہ رضی اللہ عنہما)

۴۰۔ رقم الحدیث: ۲۰۷۵۱ (حدیث الطفیل بن ابی بن کعب عن ابیہ رضی اللہ عنہما)

۴۱۔ رقم الحدیث: ۲۲۳۶، ۲۳۹۶، ۲۳۹۷، ۳۴۲۰ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۴۲۔ رقم الحدیث: ۷۱۸۲، ۸۶۶۸، ۹۳۵۸، ۹۶۷۹، ۱۰۵۱۶، ۱۰۶۲۰ (مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

۴۳۔ رقم الحدیث: ۱۰۵۲۵ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۴۴۔ رقم الحدیث: ۱۵۹۹۸، ۱۶۰۱۸ (حدیث عبداللہ بن زید بن عاصم المزنی رضی اللہ عنہ)

۴۵۔ رقم الحدیث: ۱۶۰۲۳ (حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ)

۴۶۔ رقم الحدیث: ۲۵۹۳۷ (حدیث ام سلمہ زوج النبی ﷺ)

۴۷۔ رقم الحدیث: ۶۳۲۱ (مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

۴۸۔ رقم الحدیث: ۲۱۵۲۲ (حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

۴۹۔ رقم الحدیث: ۱۶۰۴۳ حدیث عبداللہ بن زید ابن عبدربہ رضی اللہ عنہ)

۵۰۔ رقم الحدیث: ۱۶۰۴۲ (حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ)

۵۱۔ رقم الحدیث: ۱۶۰۴۱ (حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ)

۵۲۔ رقم الحدیث: ۲۱۶۱۹ (حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ)

۵۳۔ رقم الحدیث: ۲۰۲۷۳، ۲۶۷۶۴ (حدیث ام عطیہ رضی اللہ عنہا)

۵۴۔ رقم الحدیث: ۲۰۲۷۴ (حدیث ام عطیہ رضی اللہ عنہا)

۵۵۔ رقم الحدیث ۲۴۶۷۲ء (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۵۶۔ رقم الحدیث: ۲۴۶۷۸ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۵۷۔ الممتحنہ: ۱۲

۵۸۔ رقم الحدیث: ۲۵۷۹۴ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۵۹۔ رقم الحدیث: ۲۶۴۶۶ (حدیث امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا)

۶۰۔ رقم الحدیث ۲۶۴۶۷ء، ۲۶۴۶۸، ۲۶۴۶۹، ۲۶۴۷۰ (حدیث امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا)

۶۱۔ رقم الحدیث: ۲۶۵۹۲ (حدیث سلمٰی بنت قیس رضی اللہ عنہا)

۶۲۔ رقم الحدیث: ۲۶۸۲۹ (حدیث سلمٰی بنت قیس رضی اللہ عنہا)

۶۳۔ رقم الحدیث: ۲۶۷۶۲ (حدیث ام عطیہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا)

۶۴۔ رقم الحدیث: ۱۱۶۷۹، ۱۳۵۷۵ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۶۵۔ رقم الحدیث: ۱۲۰۶۳ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۶۶۔ رقم الحدیث: ۱۳۵۷۴ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۶۷۔ رقم الحدیث: ۲۴۳۹، ۲۴۴۰ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) رقم الحدیث: ۶۸۶۵ (مسند عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما)

۶۸۔ رقم الحدیث: ۱۲۵۶۴ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۶۹۔ رقم الحدیث: ۱۲۷۱۰ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۷۰۔ رقم الحدیث: ۱۳۴۵۱ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۷۱۔ رقم الحدیث: ۱۲۱۳۶ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۷۲۔ رقم الحدیث: ۱۷۴۶۴ (حدیث عبید بن خالد السلمی رضی اللہ عنہ)

۷۳۔ رقم الحدیث: ۲۳۲۷۲ (حدیث عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ)

۷۴۔ رقم الحدیث: ۱۲۵۵۸ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۷۵۔ رقم الحدیث: ۱۳۴۵۶ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۷۶۔ رقم الحدیث: ۱۲۷۳ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۷۷۔ بنی اسرائیل: ۸۵

۷۸۔ رقم الحدیث: ۳۶۸۰، ۳۸۸۸، ۴۲۳۶ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۷۹۔ رقم الحدیث: ۲۵۲۴۱ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۸۰۔ رقم الحدیث: ۲۴۳۴۶ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۸۱۔ رقم الحدیث: ۲۴۴۵۰ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۸۲۔ رقم الحدیث: ۲۵۱۸۸،۲۳۷۵۱ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)
۸۳۔ رقم الحدیث: ۲۳۶۳۲ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)
۸۴۔ رقم الحدیث: ۲۶۹۲۵ (حدیث اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا)
۸۵۔ رقم الحدیث: ۲۶۹۲۵ (حدیث اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا)
۸۶۔ رقم الحدیث: ۲۳۸۶۷ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)
۸۷۔ رقم الحدیث: ۲۵۳۲۸،۲۳۸۳۹ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)
۸۸۔ رقم الحدیث: ۲۴۰۱۱ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)
۸۹۔ رقم الحدیث: ۲۵۷۰۸ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)
۹۰۔ رقم الحدیث: ۹۳۸ (مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)
۹۱۔ رقم الحدیث: ۱۲۰۴۴ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)
۹۲۔ رقم الحدیث: ۱۶۰۱۱ (حدیث عبداللہ بن زید بن عاصم المزنی رضی اللہ عنہ)
۹۳۔ رقم الحدیث: ۸۷۵۸ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)
۹۴۔ رقم الحدیث: ۱۵۹۶ (مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)
۹۵۔ رقم الحدیث: ۲۳۲۶۸ (حدیث عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ)
۹۶۔ رقم الحدیث: ۱۴۶۰ (مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)
۹۷۔ رقم الحدیث: ۲۲۲۰۰ (حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ)
۹۸۔ رقم الحدیث: ۲۲۱۲۴ (حدیث ابی قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ)
۹۹۔ رقم الحدیث: ۷۷۸۵ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)
۱۰۰۔ رقم الحدیث: ۱۴۸۱۱ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)
۱۰۱۔ رقم الحدیث: ۸۹۱۶،۷۸۰۵ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)
۱۰۲۔ رقم الحدیث: ۲۶۵۴۵ (حدیث اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا)
۱۰۳۔ رقم الحدیث: ۳۳۵۳،۳۲۶۰،۲۲۵۲ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)
۱۰۴۔ رقم الحدیث: ۱۶۰۶۸ (حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہما)
۱۰۵۔ البقرہ: ۱۴۴
۱۰۶۔ رقم الحدیث: ۲۱۶۱۹ (حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ)
۱۰۷۔ رقم الحدیث: ۱۸۰۲۶ (حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہما)
۱۰۸۔ البقرہ: ۱۴۴
۱۰۹۔ رقم الحدیث: ۱۸۲۳۲ (حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہما)

۱۱۰۔ رقم الحدیث: ۴۶۲۸،۴۷۷۹،۵۷۹۳ (مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

۱۱۱۔ رقم الحدیث: ۵۸۹۸ (مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

۱۱۲۔ البقرہ: ۱۴۴

۱۱۳۔ رقم الحدیث: ۱۳۶۲۰ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۱۴۔ البقرہ: ۱۴۳

۱۱۵۔ (رقم الحدیث: ۲۷۷۱،۲۹۵۸ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما))

۱۱۶۔ (رقم الحدیث: ۳۲۳۹ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما))

۱۱۷۔ رقم الحدیث: ۲۲۷۴۸ (حدیث حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما)

۱۱۸۔ رقم الحدیث: ۱۷۹،۲۲۹ (مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)

۱۱۹۔ رقم الحدیث: ۲۴۵۶۹ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۱۲۰۔ البقرہ: ۱۸۳،۱۸۴

۱۲۱۔ البقرہ: ۱۸۵

۱۲۲۔ البقرہ: ۱۸۷

۱۲۳۔ رقم الحدیث: ۲۱۶۱۹ (حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ)

۱۲۴۔ رقم الحدیث: ۸۷۶۵ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۲۵۔ رقم الحدیث: ۸۱۶۸ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

[illegible] الحدیث: ۷۴۴۲ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۲۷۔ رقم الحدیث: ۷۴۴۱ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۲۸۔ رقم الحدیث: ۵۷۶۱،۶۲۶۳ (مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

۱۲۹۔ رقم الحدیث: ۷۳۸۹ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۳۰۔ رقم الحدیث: ۷۴۴۳ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۳۱۔ رقم الحدیث: ۱۱۱۵۲ (مسند ابی سعید الخذری رضی اللہ عنہ

۱۳۲۔ رقم الحدیث: ۱۱۴۱۳ (مسند ابی سعید الخذری رضی اللہ عنہ)

۱۳۳۔ رقم الحدیث: ۱۲۶۵۷ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۳۴۔ رقم الحدیث: ۸۱۶۰ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۳۵۔ ۱۶۲۸۷ (مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)، رقم الحدیث: ۱۵۸۵۵ (حدیث طلق بن علی رضی اللہ عنہ)

۱۳۶۔ رقم الحدیث: ۷۵۲۷، ۷۷۲۱، ۷۸۰۴ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) رقم الحدیث: ۱۴۱۱۷ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۱۳۷۔ رقم الحدیث: ۱۳۵۶۲ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۳۸۔ رقم الحدیث: ۱۸۳۴۵ (حدیث رجل رضی اللہ عنہ)

۱۳۹۔ رقم الحدیث ۲۰۰۶۱ (حدیث رجال من الانصار رضی اللہ عنہم)

۱۴۰۔ رقم الحدیث: ۴۴۷۲ (مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

۱۴۱۔ رقم الحدیث: ۵۱۵۲، ۵۷۴۷ (مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

۱۴۲۔ رقم الحدیث: ۶۱۷۹ (مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

۱۴۳۔ رقم الحدیث: ۵۳۲۳، ۶۳۵۳، ۶۴۳۱ (مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

۱۴۴۔ رقم الحدیث: ۲۰۱۹ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۴۵۔ رقم الحدیث: ۲۰۱۹ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۴۶۔ رقم الحدیث: ۱۱۵۹۵ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۴۷۔ رقم الحدیث: ۱۲۴۱۶، ۱۳۰۵۸ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۴۸۔ رقم الحدیث: ۱۳۲۱۰ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۴۹۔ رقم الحدیث: ۱۱۸۵۹ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۵۰۔ رقم الحدیث: ۱۲۲۶۵ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۵۱۔ رقم الحدیث: ۱۳۰۱۴ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۵۲۔ رقم الحدیث: ۲۲۴۷۴ (حدیث بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ)

۱۵۳۔ رقم الحدیث: ۲۲۴۷۵ (حدیث بریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ)

۱۵۴۔ رقم الحدیث: ۶۲۵۰ (مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

۱۵۵۔ رقم الحدیث: ۶۲۸۳ (مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۵۶۔ رقم الحدیث: ۱۱۱۱۵ (مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

۱۵۷۔ رقم الحدیث: ۱۱۱۴۵ (مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

۱۵۸۔ رقم الحدیث: ۲۰۰۵ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۵۹۔ رقم الحدیث: ۱۰۹۸۸، ۱۱۱۱۶ (مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

۱۶۰۔ رقم الحدیث: ۲۱۷۰ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۶۱۔ رقم الحدیث: ۱۳۷۴۹ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۱۶۲۔ رقم الحدیث: ۱۳۹۱۸، (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۱۶۳۔ رقم الحدیث: ۱۳۹۲۰ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۱۶۴۔ رقم الحدیث: ۱۹۸۴ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۶۵۔ رقم الحدیث: ۱۴۰۱۱،۱۴۰۱۲ (مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما)
۱۶۶۔ رقم الحدیث: ۳۳۰۵ (مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)
۱۶۷۔ رقم الحدیث: ۳۳۴۸ (مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)
۱۶۸۔ رقم الحدیث: ۲۰۶۳، ۳۴۷۷ (مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)
۱۶۹۔ رقم الحدیث: ۱۹۰۵، ۳۰۵۵ (مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)
۱۷۰۔ رقم الحدیث: ۳۰۵۴ (مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)
۱۷۱۔ رقم الحدیث: ۲۰۵۵ (مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)
۱۷۲۔ رقم الحدیث: ۱۴۴۹۷ (مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما)
۱۷۳۔ رقم الحدیث: ۲۵۳۰۲ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)
۱۷۴۔ رقم الحدیث: ۱۵۶۳۸ (حدیث عبد الرحمٰن بن عثمان عن النبی ﷺ)
۱۷۵۔ رقم الحدیث: ۱۵۰۵۳ (حدیث قیس بن سعد رضی اللہ عنہما)
۱۷۶۔ رقم الحدیث: ۲۳۷۷۵ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)
۱۷۷۔ رقم الحدیث: ۲۵۰۰۷ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)
۱۷۸۔ رقم الحدیث: ۲۴۸۰۵، ۲۵۷۹۶ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)
۱۷۹۔ رقم الحدیث: ۲۵۵۷ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)
۱۸۰۔ رقم الحدیث: ۲۴۱۶۱ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)
۱۸۱۔ رقم الحدیث: ۲۴۴۳۱ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)
۱۸۲۔ رقم الحدیث: ۲۴۵۰۷ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)
۱۸۳۔ رقم الحدیث: ۶۳۶۵، (مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)
۱۸۴۔ رقم الحدیث: ۱۴۴۹۸، (مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما)
۱۸۵۔ رقم الحدیث: ۲۶۰۳۱، (حدیث ام سلمہ زوج النبی ﷺ)
۱۸۶۔ رقم الحدیث: ۱۳۷۱۶، ۱۴۰۶۲ (مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما)
۱۸۷۔ رقم الحدیث: ۱۴۵۱۰ (مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما)
۱۸۸۔ رقم الحدیث: ۱۵۳۳۵ (حدیث عویمر بن اشقر رضی اللہ عنہ)
۱۸۹۔ رقم الحدیث: ۱۸۳۲۵ (حدیث جندب البجلی رضی اللہ عنہ)
۱۹۰۔ رقم الحدیث: ۱۶۰۵۰ (بقیہ حدیث ابی بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ)
۱۹۱۔ رقم الحدیث: ۱۶۰۵۵ (بقیہ حدیث ابی بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ)
۱۹۲۔ رقم الحدیث: ۱۸۰۱۲ (حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ)

۱۹۳۔ رقم الحدیث: ۱۸۰۲۱ (حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ)

۱۹۴۔ رقم الحدیث: ۱۴۴۲۳ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۱۹۵۔ رقم الحدیث: ۱۴۴۷۷، ۱۴۴۷۹ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۱۹۶۔ رقم الحدیث: ۱۴۶۰۴ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۱۹۷۔ رقم الحدیث: ۲۳۳۴۸ (حدیث ابی رافع رضی اللہ عنہ)

۱۹۸۔ رقم الحدیث: ۲۳۹۷۰ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۱۹۹۔ رقم الحدیث: ۲۵۳۱۵۔۲۵۳۵۸ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۲۰۰۔ رقم الحدیث: ۲۶۶۴۹ (حدیث ابی رافع رضی اللہ عنہ)

۲۰۱۔ رقم الحدیث: ۲۶۶۴۹ (حدیث ابی رافع رضی اللہ عنہ)

۲۰۲۔ رقم الحدیث: ۱۶۸۹۵ (حدیث عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ)

۲۰۳۔ رقم الحدیث: ۲۴۴۴۱ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۲۰۴۔ رقم الحدیث: ۲۴۶۹۲ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۲۰۵۔ رقم الحدیث: ۲۵۸۷۶ (احادیث فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ)

۲۰۶۔ رقم الحدیث: ۲۲۴۸۸ (حدیث بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ)

۲۰۷۔ رقم الحدیث: ۲۳۲۰۰ (حدیث سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ)

۲۰۸۔ رقم الحدیث: ۲۳۲۱۰ (حدیث سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ)

۲۰۹۔ رقم الحدیث: ۲۳۲۲۵ (حدیث سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ)

۲۱۰۔ رقم الحدیث: ۲۳۲۲۶ (حدیث سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ)

۲۱۱۔ رقم الحدیث: ۱۵۴۲ (مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)

۲۱۲۔ رقم الحدیث: ۱۸۸۴۷ (حدیث زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)

۲۱۳۔ البقرہ: ۹۷تا۱۰۱

۲۱۴۔ رقم الحدیث: ۲۴۷۹ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۲۱۵۔ البقرہ: ۹۷تا۱۰۱

۲۱۶۔ رقم الحدیث: ۲۵۱۰ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۲۱۷۔ رقم الحدیث: ۲۴۶۷ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۲۱۸۔ رقم الحدیث: ۴۳۱۹ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۲۱۹۔ رقم الحدیث: ۲۱۲۶۰، ۲۱۲۶۲ (حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما)

۲۲۰۔ رقم الحدیث: ۳۷۸۴، ۳۷۸۵ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)